مقدمہ

Date: ______

Day: M T W T F S S

باب اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اتباع کے لغوی مفہوم :-

اتباع "تبع" سے بنا ہے لسان عرب میں ہے کہ معروف لغوی مراد ہے۔
اتباع کا معنی "ان یسیر الرجل وانت تسیر وراءہ"
کہ کوئی شخص چلے اور تم اس کے پیچھے چلو تو یہ اس کی اتباع ہے۔
پس اتباع کے لغوی معنی پیروی کرنے اور پیچھے چلنے کے ہیں
اتباع لغت میں پیروی یعنی پیچھے چلنے کو کہتے ہیں اسی سے
اتباع جانا گیا ہے۔

یہاں اتباع سنت سے مراد عقائد اور اعمال اور اخلاق
و معاملات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی یعنی
~~پیچھے چلنے کو کہتے ہیں اسی سے اتباع جانا گیا ہے~~۔ اور
اوزار ہے اور سنت لغت میں طریقہ اور سیرت کو
کہتے ہیں اور یہاں پہ بطور اصطلاح وہ عقیدہ عمل اور
اخلاق و عادت مراد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قولاً، فعلاً اور تقریراً مروی اور ثابت ہیں۔

اطاعت کے معنی و مفہوم :-

اطاعت سے مراد سرخم اور لچکدار ہونا اور تابع بننا
دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہتے ہیں مزاحمت ترک کر کے
کسی کی بات ماننا اور اسکا فرمانبردار ہونا اطاعت ہے

Date:
Day:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا اللہ کی اطاعت ہونے کا بیان۔

آیت کریمہ :-

ترجمہ :-

شان نزول :-

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔ اس پر آج کل کے گستاخ بد دینوں کی طرح اس زمانے کے بعض منافقوں نے کہا۔ کہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو رب مانا اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرما کر اپنے پیارے حبیب علیہ السلام کے کلام کی تصدیق فرمائی کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی اطاعت کرنے بیان

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا کسی شخص سے نالیوں سے باغ میں پانی لینے کے بارے میں جھگڑا ہوا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ زبیر تم پانی پلاؤ اور اسکے بعد پانی کو اپنے ساتھی کے باغ میں جانے دو۔

اس پر انصاری نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو آپ کا پھوپھی زاد لڑکا ہے۔ یہ سن کر آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فرمایا۔ زبیر تم پانی پلا لو اور پھر پانی کو روکے رکھو یہاں تک کہ باغ کی دیواروں تک پہنچ جائے پھر اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دو پہلے تو حضور علیہ السلام نے ایک ایسی صورت نکالی تھی جس میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو تکلیف نہ ہو اور انصاری کو کشادگی ہو جائے۔ مگر جب انصاری نے اسے اپنے حق میں اچھا نہ سمجھا تو آپ نے حضرت زبیر کو ان کا پورا حق دلوایا۔ حضرت زبیر کہتے ہیں کہ جہاں تک میرا خیال ہے یہ آیت مبارکہ (فلا وربک لا یومنون) اس بارے میں نازل ہوئی۔

مسند احمد کی ایک مرسل حدیث میں ہے کہ پانی کی نہر سے پہلے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا کھجوروں کا باغ پڑتا تھا پھر اس انصاری کا۔ انصاری کہتے تھے کہ پانی دونوں باغوں میں ایک ساتھ آئے۔

حضور علیہ السلام کے فیصلے کو تسلیم نہ کرنا کفر ہے۔

اس آیت میں آقا علیہ السلام کی عظمت اور علو مرتبت کے اظہار کے ساتھ آپ کی اطاعت جو بے شمار آیات قرآنیہ سے ثابت ہے۔ اس کی واضح تشریح بیان فرمائی ہے اس آیت میں قسم کھا کر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس وقت تک مومن بے مثال نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈے دل سے پوری طرح تسلیم نہ کرے کہ اس کے دل میں بھی اس فیصلے سے کوئی تنگی نہ پائی جائے۔

اختلافات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاکم بنانا آپ کے عہد مبارک کے ساتھ مخصوص نہیں

آپ کے اور آپ کی شریعت مطہرہ کا فیصلہ خود آپ ہی کا فیصلہ ہے
اس لئے یہ حکم قیامت تک اسطرح جاری ہے کہ آپ کے زمانہ مبارک
میں خود بلا واسطہ آپ سے رجوع کیا جائے اور آپ کے بعد آپ کی
شریعت کی طرف رجوع کیا جائے جو در حقیقت آپ ہی کی طرف
رجوع ہے۔

اول تو یہ ہے کہ وہ شخص مسلمان نہیں جو اپنے جھگڑے میں
آقا علیہ السلام کے فیصلہ پر مطمئن نہ ہو یہی وجہ ہے کہ فاروق اعظم
ؓ نے اس شخص کو قتل کر ڈالا جو حضور علیہ السلام کے فیصلے پر راضی
نہ ہوا اور پھر اس معاملے کو حضرت عمر پر دعوی کر دیا کہ انہوں نے ایک
مسلمان کو بلا وجہ قتل کر دیا۔

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فقط **فیما شجر** صرف معاملات و
حقوق کے ساتھ متعلق نہیں۔ عقائد و نظریات اور دوسرے نظری
مسائل کو بھی حاوی ہے۔

سوالات کے سبب کسی چیز کے حرام ہو جانے کے سبب وبال کا بیان :-

یہ وعید آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے بارے میں ارشاد فرمائی جو
آقا علیہ السلام سے ازیادہ سرکشی سوالات کرتے تھے یا ان کا سوال کرنا
محض تعنت کی وجہ سے ہوتا تھا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل نے گائے کے
بارے میں حضرت موسیٰ سے سوال کیا تھا۔ ہاں جن لوگوں کا سوال کرنا
واقعی "علم حاصل کرنا یا کسی ضرورت کی بناء پر ہوتا تھا

Date:
Day: M T W T F S S

وہ اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ انکو تو اپنے صحیح سوالات کے سبب جواب ملتا تھا۔

ایک آدمی نے آقا علیہ السلام سے برائی کے بارے میں سوال کیا۔ صحابی کے سوال کا مقصد یا تو ذہنی برائی کے بارے میں تھا۔ جیسا کہ ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یا وہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ بدترین آدمی کون ہے اور جواب کو دیکھتے ہوئے مقصد زیادہ واضح ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس طرح کے سوال سے منع فرمایا اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ چونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سراپا رحمت اور سراپا خیر ہے اس لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ آپ علیہ السلام سے محض بدی اور برائی کا سوال کیا جاتا چنانچہ آپ علیہ السلام نے بھلائی اور برائی دونوں کے بارے میں جواب دے کر اسی طرف اشارہ فرمایا۔

حدیث # 05 :-

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ اللہ کی قسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایسے راستے پر چھوڑا ہے جس کے دن اور رات برابر ہیں

کمزور لوگوں سے مراد فقراء و مساکین لوگ ہیں اور ان میں تلاش کرنے کا مطلب ان لوگوں کی مدد اور اعانت اور دستگیری کے ذریعے انکے ساتھ احسان اور حسن سلوک کرنا ہے۔ یا کمزور لوگوں سے مراد مظلوم ہیں۔ اگرچہ وہ دولت مند ہی کیوں نہ ہوں

سواد اعظم کون ہیں۔ سواد اعظم سے مراد اہلسنت و جماعت ہے کہ حدیث اہل سنت و جماعت والوں کے لیے

Date:

Day:

معیار عظمت ہے۔

حدیث # 11

صراط مستقیم کا بیان

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا راستہ ہے اور اللہ عزوجل نے یہی فرمایا کہ یہ قرآن جو میں نے تمہارے واسطے بھیجا اور جو رویہ اور طریقہ اختیار اس میں تمہارے چلنے کا مقرر فرمایا ہے یہی میری رضا مندی اور میری طرف لینے کا سیدھا راستہ ہے اسی پر چلو۔

باب تعظیم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و التغلیظ علی من عارضہ:

احادیث کی تعظیم کا بیان

احادیث کی تعظیم و تعلیم میں مشغول ہونا اللہ عزوجل کا قرب حاصل کرنے کا بہترین اور اعلیٰ ذریعہ ہے اس وجہ سے جو شخص احادیث کو حاصل کرنے اسے لوگوں میں پھیلانے میں مشغول ہو اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے اندر اعلیٰ اخلاق اور اچھی عادات پیدا کرے تاکہ لوگوں میں اس کی پہچان ایک سچے شخص کی ہو

حدیث # 12:

کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینے کے تمام اختیارات اللہ کے بعد صرف اور صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں اگر کسی چیز کی ~~حالت~~ حلت پر اجماع ہو جائے تو وہ حرام ہے لیکن اجماع امت کو حلت و حرمت کا اختیار رسول

Date: ______

Day: M T W T F S S

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عطا فرمایا ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے مومن اچھا جانے وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جسے مسلمان قبیح جانے وہ اللہ عزوجل کے نزدیک بھی ناپسندیدہ ہے اسی طرح اجماع امت بھی حلت و حرمت پر اعتباری ہے۔

حدیث # 13 :-

حلال کی تعریف :-

شریعت کی اصطلاح میں حلال وہ ہے جسے اللہ کی کتاب اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نے مباح قرار دیا ہو یعنی جس کی حلت اللہ کی طرف سے ثابت ہو۔

حرام کی تعریف :-

حرام کے لغوی معنی روکنے کے ہیں اور حریم اس احاطہ کو کہتے ہیں جو کنویں میں کسی چیز کو گرنے سے روکے اور فقہ کی اصطلاح میں ان باتوں کو کہیں گے جنکے ارتکاب سے منع کیا گیا ہو۔

حدیث # 14 :-

مومن اور مسلمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسکا

اعتقاد اور ایمان پختہ اور کامل ہو کہ قرآن و سنت نے جو راستہ بتا دیا ہے۔ اس پر پورے یقین کے ساتھ چلنا اور شریعت نے جو حدود قائم کر دی ہیں انکے اندر پورے اعتقاد کے ساتھ رہنا یعنی فلاح و سعادت لیے اسی طرف سے ایسے راستے پیدا کرنا جو اس منشا شریعت کے خلاف ہوں یا ایسے طریقے اختیار کرنا جو قرآن و حدیث کے صحیح راستے سے الگ ہوں۔

نہ صرف یہ کہ ایمان و اعتقاد کے سبب سے بڑی کمزوری ہے بلکہ
دعویٰ اسلام کے برخلاف بھی ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں ایسے
لوگوں کو مردود قرار دیا جا رہا ہے۔

حدیث #۲۰ :-

نبی کی حدیثوں کو صحیح محل پر رکھو اور مناسب موقع
فٹ کرو اور اس میں تعارض اور تناقض کا خیال نہ کرو
اور جو حدیث کا منطوق ہو اسکو تقویٰ اور ہدایت جانو
اور اس کے خلاف کو مطلقاً کفر و ہدایت نہ سمجھو

حدیث #۲۲ :-

حدیث کو سننے اور محفوظ رکھنے اور روایت کرنے کا طریقہ کار سے
مراد یہ ہے ان شرائط کی وضاحت کر دی جائے جو اس شخص
کیلئے لازم ہیں جو کسی اعتبار سے حدیث سنے اسے اپنے پاس
محفوظ رکھے اور پھر اپنے بعد میں آنے والی نسلوں تک منتقل کرے
ان میں سے بعض شرائط ایسی ہیں جن پر عمل کرنا لازم ہے
اور جبکہ بعض پر عمل کرنا لازم تو نہیں مگر ضروری ہے۔
محفوظ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو حدیث ایک طالب علم
تک پہنچی ہے اسے اسکی اصلی حالت میں محفوظ رکھے
حدیث کو حاصل کرنے کے لیے مسلمان کا بالغ ہونا ضروری نہیں

باب التوقی فی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث کو حاصل کرنے کے 8 طریقے ہیں

۱★ شیخ کے الفاظ سننا ۲★ شیخ کو پڑھ کر سنانا

۳★ اجازت ۴★ مناولت ۵★ کتابت ۶★ اعلام

۷★ وصیت ۸★ وجادہ

حدیث # 29 :-

ہمارے اسلاف نے حدیث کو حاصل کرنے کے لیے جو محنت کی اسکی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ انہوں نے حدیث کو جمع کر کے اسے محفوظ کرنے کے لیے جس قدر کاوشیں کی اور اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔ اسکو بیان کرتے ہوئے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک شخص اپنے شہر کے اہل علم سے حدیث جمع کرنے کے بعد قریب اور دور کے شہروں میں سفر کرتا ہے تاکہ وہ ان شہروں کے اساتذہ سے احادیث حاصل کر سکے۔

باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث # 30 :-

روایت حدیث میں احتیاط

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا جھوٹ کے قریب جانا تو دور کی بات وہ تو اس حدیث کی روایت میں بڑی احتیاط کرتے تھے جو انہوں نے آقا علیہ السلام سے براہ راست سنی تھی کیونکہ آقا علیہ السلام کا فرمان ! جو مجھ پر جھوٹ جان بوجھ کر باندھتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے

ان کی آنکھوں کے سامنے رہتا تھا جس کا خوف انہیں

بسا اوقات اصل حدیث کی روایت میں بھی محتاط کر دیتا تھا۔

حدیث # 31 :-

آخر حدیث میں آقا علیہ السلام کی طرف کسی غلط بات کو
منسوب کرنے پر نہایت سخت الفاظ میں زجر و توبیخ
فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے۔ جو آدمی میری طرف
کسی غلط بات کا انتساب کرتا ہے۔ اور مجھ پر بہتان
باندھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ جہنم کی آگ میں جلنے کو
تیار ہو جائے۔ اس لئے کہ ایسا بدبخت جو دنیا کے سب سے بڑے
صادق و مصدوق ہستی پر بہتان باندھتا ہے وہ اسی سزا
کا مستحق ہے کہ اسے جہنم کے شعلوں کے حوالے کر دیا
جائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
مقدس کی طرف کسی ایسی بات یا ایسے عمل کی نسبت کرنا جو
واقعہ آقا علیہ السلام سے ثابت نہ ہو حرام و گناہ کبیرہ ہے

حدیث # 33 :-

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی ایسی حدیث کو لوگوں کے
سامنے بیان کرے اور اس کی اشاعت کرے۔ وہ واقعہ میری
حدیث نہیں ہے اور پھر اس کو یہ بھی معلوم ہو کہ جو
حدیث میں بیان کر رہا ہوں (وہ) در حقیقت میں آقا
علیہ السلام کی احادیث ہی نہیں ہے بلکہ وضع کی گئی ہیں
تو وہ آدمی جس نے یہ جھوٹی احادیث وضع کی
ہیں اس لئے جھوٹا ہوا کہ اس نے ذات اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف غلط اور جھوٹ بات کی

Date:
Day: M T W T F S S

نبی کی ہے کہ یہ شخص اشاعت کرتا اور یہ جان کر بھی کہ یہ
غلط حدیث ہے دوسروں کو پہنچا کر اس آدمی کی مدد کرتا
ہے۔ اور ظاہر ہے جس طرح جھوٹی احادیث بنانے
والا اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوگا اسی طرح اسکو
بیان کرنے والا بھی عذاب میں گرفتار ہوگا۔

باب من حدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث # 39 :-

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی ایسی حدیث کو لوگوں
کے سامنے بیان کرے اور اس کی اشاعت کرے جو واقعی
میری حدیث نہیں ہے۔

باب اتباع سنة الخلفاء الرشدین المھدیین

حدیث # 42 :-

ایک حضرت فرماتے ہیں
جب ولید کو حد مارنے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کے پاس لایا گیا وہاں میں موجود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ
نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ولید
کو کوڑے لگائیں انہوں نے اپنے بیٹے حضرت
حسن سے کہا کہ وہ کوڑے لگائیں۔
انہوں نے عذر پیش کیا تو پھر آپ رضی اللہ عنہ نے
عبداللہ بن جعفر سے کہا۔ کہ وہ ولید پر حد

جاری کریں۔ آپ کو کوڑے لگائے جاتے تھے اور حضرت علی گنتے جاتے تھے۔ جب چالیس ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بس یہیں تک۔

خلفاء راشدین کے عمل کے لیے سنت کا لفظ:-

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے بھی خلفائے راشدین رضی اللہ عنہما کے عمل پر لفظ سنت کا اطلاق فرمایا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ اس کو جو تم میں سے یہ زمانہ پائے اس پر لازم ہے کہ میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑے اور امت میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے عمل کے لیے سنت کا لفظ عام شائع و ذائع ہے اور امت اپنے قانونی ابواب میں ہمیشہ سے سند تسلیم کرتی آئی ہے۔

حدیث نمبر 43:-

بنی اسرائیل کی سیاست وقیادت کا فریضہ انبیاء انجام دیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی دنیا سے رخصت ہوتے تو ان کی جگہ دوسرے نبی آ جاتے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

میرے بعد تو خلفاء ہوں گے اس سے واضح ہوتا ہے کہ خلافت یا نبوت کی قائم مقامی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

Date:
Day: M T W T F S S

کی ہدایت ہے اس لحاظ سے نبوت کے بعد اسلام میں
سب سے بڑا درجہ ہے اس لیے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اپنی سنت اور خلفائے راشدین
رضی اللہ عنہم کی سنت کی اتباع کرنے کا حکم دیا فرمایا!

"علیکم بسنتی سنۃ الخلفاء الراشدین"

تم پر میری سنت اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین
کی سنت کی اتباع ضروری ہے۔ گویا وہ امور جن میں
قرآن کریم کا کوئی حکم اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی
فیصلہ موجود نہ ہو۔

حدیث # 44 :-

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور حکومت کی بہت سی
خصوصیات اور امتیازات ہیں۔ اگر ان پاک بعض
نفوس کی سیرت پر نظر ڈالی جائے۔ اور ان کے عہد خلافت
کے روشن کارناموں کا جائزہ لیا جائے تو حسب ذیل
خصوصیات سامنے آتی ہیں۔ امراء و حکام اور عوام سب
قانون الہی کے تابع تھے جس کا سرچشمہ کتاب و سنت ہیں
کہ ملت کے تمام باشندے حدود و فرائض اور حلال و حرام
کے احکام میں برابر تھے۔ ان میں کسی طرح کا کوئی فرق
مراتب نہیں تھا۔ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی تھے
رنگ، نسل، زبان، خاندان اور قبیلے وغیرہ
کی بنیاد پر ان کے درمیان کسی طرح کی کوئی
تفریق نہیں تھی۔

باب اجتناب البدع والجدل

بدعت کے لغوی مفہوم کا بیان:

کسی ایسے قول کو وارد کرنا جس کے کرنے والے اور کہنے والے
نے صاحب شریعت کی اتباع نہ کی ہو اور نہ اسکو سابقہ
شرعی مثالوں سے اور شرعی قواعد سے مستنبط نہ کیا گیا ہو۔
اس کے متعلق حدیث میں ہے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے۔
اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہ دوزخ میں ہے
پر وہ بدعت جو ضلالت و گمراہی ہے اس سے مراد وہ
بدعت ہے جسکی شریعت میں اصل موجود نہ ہو۔
فقہاء نے بدعت کی کئی اقسام بیان کی ہیں
جن میں سے معروف ۲ ہیں

بدعت حسنہ:

وہ بدعت جسکی شریعت میں اصل ہو اور یہ نیا کام یا نیا
نیک عمل ہو تو ایسی بدعت کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔
ایسی بدعتی بدعت پر عمل مستحسن بھی ہوتا ہے۔ لیکن
واجب بھی ہوتا ہے۔ اس بدعت کا ثبوت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کا اس بات پر اتفاق کرنا کہ نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ
پڑھا جائیگا۔ جب حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں
کے اس عمل کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے

Date:
Day: M T W T F S S

بخاری شریف کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میں جس بدعت حسنہ پر اتفاق کیا ہے۔ وہ نماز تراویح با جماعت ہے۔

بدعت سیئہ کا ثبوت:-

ہر وہ بدعت جس کی قرآن و سنت اجماع و قیاس میں کوئی اصل موجود نہ ہو۔ ایسی نئی بدعت کو بدعت سیئہ کہتے ہیں جسے شریعت نے گمراہ کہا ہے۔ اس بدعت پر عمل کرنا گمراہی ہے۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر نیا کام بدعت نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ عمل جس کی قرآن و حدیث میں کوئی اصل موجود نہ ہو وہ بدعت سیئہ ہے۔

ولا تلبسو الحق بالباطل:- سے مراد ہے کہ اسلام کو یہودیت اور نصرانیت کے ساتھ مت ملاؤ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ کا دین اسلام ہے اور یہودیت اور نصرانیت بدعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ قیامت کے دن اہل سنت و جماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور بدعت والے گمراہ لوگوں کے چہرے کالے ہوں گے۔

حدیث # 45:-

لا ہوشی جبہ زمین میں ایسا نہیں ہے مگر وہ زلزلہ پھیلائے گا جو اس کو ڈھانک دے گی اور وہ اللہ کی کتاب میں سے لوگوں نے پوچھا وہ کہاں ہے۔

Date:
Day:

فرمایا کیا تم نے اللہ عزوجل کا یہ قول نہیں سنا۔
لفظ آیت " ان الذین اتخذوا العجل (الآیۃ) "
لوگوں نے کہا! اے ابو محمد یہ تو بچھڑے والوں کے بارے
میں خاص ہے فرمایا ہرگز نہیں تم پڑھو تو جو اس کے بعد
ہے لفظ آیت " وکذالک نجزی المفترین " اور یہ ہے افتراء
باندھنے والے اور بدعتی کے لیے ہے قیامت کے دن تک۔

حدیث # 46 :-

تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی غیبت کرنا حرام نہیں ہے ایسا
فاسق جس کے فسق پر لعنت کی گئی ہو اور ظالم حکمران
اور بدعت والا جس پر بدعت کی وجہ سے لعنت کی گئی۔

حدیث # 47 :-

محکم آیت وہ ہے جسکا مفہوم واضح اور بین ہو اس کے
لفظ یا معنی کے اعتبار سے اس پر کسی قسم کا شبہ نہ وارد
ہو سکتا ہو اور المتشابہ :- وہ ہے کہ جسکا معنی اور
تفسیر کسی لفظی یا معنوی پیچیدگی کی وجہ سے مشکل ہو

سنت کا لغوی و شرعی معنی:-

سنت کا لغوی معنی:

طریقہ، عادت

شرعی معنی:

جو چیز بغیر فرضیت وجوب کے طریقے پر رائج کیا گیا ہو جس کام کو پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو اور کبھی کبھی ترک بھی کیا ہو وہ سنت ہے۔ اگر وہ دوام بطور عادت ہو تو وہ سنت الھدی ہے اور اگر بطور عادت ہو تو وہ سنت الزوائد کہلاتا ہے۔

سنت الھدی:-

جسکو قائم کرنا دین کی تکمیل کیلئے ہو اسکا ترک کرنا اساءۃ و کراہت ہے۔

سنت الزوائد:-

اس پر عمل کرنا مستحسن ہے اس کا ترک کرنا کراہت نہیں اساءۃ ہے جیسے اٹھنے بیٹھنے وغیرہ میں کہ آقا علیہ السلام کی سنت کو سنت الھدی کہتے ہیں۔

حکم:-

سنت مؤکدہ واجب کی طرح ہے مگر واجب کے ترک پر سزا کا مستحق ہے اور سنت مؤکدہ کے ترک پر عتاب ہے۔

ستفرق امتی علی ثلثۃ و سبعین فرقۃ:-

فرقوں میں بٹ جانا مذموم ہے جبکہ اصول دین میں واقع ہو۔

Date:

Day: M T W T F S S

اور جب اختلاف فروعِ دین میں ہو تو وہ مذموم نہیں بلکہ اللہ عزوجل کی رحمت ہے۔

فروعِ دین میں اختلاف کرنے والی جو جماعتیں ہیں وہ سب اصول دین میں متحد ہیں اور ان میں سے بعض بعض کی تذلیل نہیں کرتے۔

اور جو جماعتیں اصول دین میں متفرق ہیں وہ سب بعض بعض کی تذلیل و تحقیر کرتے ہیں۔

اصول دین میں جو اختلاف کرے گا وہ ناری ہو جائے گا۔ اگر کوئی فرقہ فروعِ دین میں اختلاف کرے گا۔ وہ ناجی فرقہ ہوگا۔

عنقریب اس امت میں "73" فرقے ہونگے ان میں سے ایک نجات پانے والا اور باقی دوزخی ہونگے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر ہو

73 فرقوں کی تحقیق :۔

اعتراض :۔

ان میں سے تو ہر فرقہ یہی دعوی کرتا ہے کہ وہ تہترواں فرقہ ہے اور وہی نجات پانے والا ہے۔

جواب :۔

اہلسنت کے پاس یہ بڑی دلیل ہے کہ

تمام صحابہ تابعین صحاح ستہ کے مصنفین کا عقیدہ یہی تھا جو سواد اعظم ہے اور وہ ہی اہلسنت و جماعت ہے جبکہ دیگر فرقوں کے پاس محض دعوی ہے دلیل نہیں۔

73 فرقوں کی تحقیق:

73 فرقوں کی تحقیق یہ ہے کہ انکی اصل دس فرقے ہیں

۱۔ اہلسنت جماعت ۲۔ خوارج (انکے ۱۵ فرقے ہیں)
۳۔ معتزلہ (انکے ۰۶ فرقے ہیں) ۴۔ مرجیئہ (انکے ۱۲ فرقے ہیں)
۵۔ شیعہ (انکے 32 فرقے ہیں) ۶۔ جھمیہ
۷۔ نجاریہ ۸۔ ضراریہ
۹۔ کلابیہ ۱۰۔ مشبہ (انکے 3 فرقے ہیں)

یہ سب مل کر 73 فرقے ہوگئے جیسا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور ان سب میں نجات پانے والا اہلسنت جماعت کا فرقہ ہے

معلوم ہوا!

کہ حضور علیہ السلام کی جماعت سے الگ ہونا اپنے آپکو آگ میں لے جانا ہے

کما تتجارٰی الکلب لصاحبہ:

حدیث مبارکہ میں کچھ لوگوں کو کتوں سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جو نفس پرست ہوتے ہیں اسطرح کہ جیسے کتا کاٹ لے تو اس کا زہر (سرایت

کر جاتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ بھی زہر کی طرح نفس

میں سرایت کر جاتے ہیں۔

کلب اگر لام کی کسرہ کے ساتھ ہو تو اس کا معنی

مجنون کتا ہوگا۔ اور اس کے کاٹنے سے جو بیماری

پیدا ہوتی ہے اسکو الکلب کہتے ہیں۔

یہ بیماری انسان کی ہر رگ میں سرایت کر جاتی ہے اور

آدمی کی ہلاکت کا سبب بنتی ہے۔

مجنون کتے کے کاٹنے کا زہر انسان کو موت سے ہمکنار

کر دیتا ہے۔ اس طرح بدعتوں کا زہر انسان میں ایسا

پیوست ہوتا ہے کہ اسکے دین کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

بدعتوں کے علاوہ دوسرے معاصی کے باوجود

ارتکاب لوگ صاحب بدعت جو اس کو دین سمجھتے

ہیں انکو عام طور پر نہ توبہ کی توفیق ملتی ہے

اور نہ وہ اس کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔

باب النهي عن الجدال واتباع المتشابه من القرآن :

حدیث مبارکہ :

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے

یہ آیت تلاوت فرمائی

"وہی ہے جس نے تم پر کتاب اتاری جس میں آیات

محکمات ہیں"

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

کہ اگر تم دیکھو کہ لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں جو جدال کے متشابہ ہے تو یہ وہی لوگ ہیں جس کا نام اللہ عزوجل نے رکھا کہ انکے دل میں لالچ ہے تو تم ان سے دور رہو۔

تشریح:-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا!

محکمات وہ آیات ہیں جنکا معنی علماء کرام کو معلوم ہوں اور متشابہ وہ آیات ہیں جنکا معنی اللہ عزوجل کے ساتھ مختص ہو مخلوق میں کسی کو معلوم نہ ہوں۔ حروف مقطعات آیات متشابہ میں ہیں

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا وقت، سورج کب مغرب سے طلوع ہوگا۔ اور قیامت کب ہوگی وغیرہ۔

آیات متشابہات کے متعلق عقیدہ:-

اسکی مراد حق ہے اگرچہ قیامت سے پہلے اس کا علم نہیں ہوگا۔ قیامت کے بعد اس کا معنی ہر شخص پر منکشف ہو جائے گا۔

یہ امت کے حق میں ہے لیکن آقا علیہ السلام کو انکا معنی قطعی طور پر معلوم ہے ورنہ آپ سے خطاب کرنا بے سود ہوگا اور یہ مہمل الفاظ کے ساتھ خطاب کرنے کے مترادف ہوگا۔ یا ایسے ہوگا جیسے عجمی کبھا تو سوائے عربی میں کلام کرے۔

Date:
Day: M T W T F S S

اس باب میں سنت کے مخالفین کی یہ دوسری نشانی بیان ہوئی
ہوا اصطلاح شرع میں بدعت ہے کہ بدعتی اور گمراہ کرنے والے
قرآن مجید کی متشابہ آیتوں میں مختلف مفہوم ڈال
کر جیدہ لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

علامہ عینی فرماتے ہیں:

اسلام نے سب سے پہلی بدعت خوارج نے نکالی
حدیث مبارکہ میں جس آیت کا ذکر ہے۔
فاذا رایتم الذین یتبعون ما تشابہ منہ فاولئک
الذین سمّی اللہ فاحذروھم
اس آیت کے تحت علامہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ آیت
ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو آپ علیہ السلام
کے بارے میں مجادلہ کرتے تھے ہیں۔

ایک قول کے مطابق:

یہ آیت ان لوگوں کے متعلق ہے جو اس امت
کے بارے میں مجادلہ کرتے ہیں اور یہ وہی لوگ
ہیں جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا
"فاحذروھم" اس سے مراد خوارج ہے
انہوں نے سب سے پہلی بدعت نکالی اور انکا ظہور
حضرت علی کے دور میں ہوا انکی شاخیں اور
نظریات پھیلتے لگے۔ پھر انکے انکار سے متاثر ہو کر
قدریہ، پھر معتزلہ، پھر جھمیہ یہ وہ اہل بدعت
ہیں، جنکی حضور علیہ السلام نے تھدیدی تھی اور فرمایا!

"عنقریب اس امت میں 73 فرقے ہوں گے ان میں سے ایک ناجی اور باقی ناری ہونگے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں تو آپ نے فرمایا!
جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقے پر ہیں۔

باب مجانبۃ اہل الاھواء وبغضھم

حدیث مبارکہ:
حضور علیہ السلام نے فرمایا!
افضل عمل یہ ہے کہ اللہ کیلئے محبت کی جائے اور اللہ کے لئے بغض رکھا جائے۔

تشریح:

اھل اھواء کی خطاء کا تعلق کس سے ہے؟
اہل اھواء کی خطا کا تعلق عقائد سے ہوتا ہے جو معصیت مخالف سے زیادہ سخت ہے۔ جب عقائد فاسد ہو جائیں تو انسان کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے اس لئے اہل ھواء سے بچنے اور نفرت کرنے کا حکم فرمایا ہے۔
اہل بدعت اہل فسق اور تارک سنت سے قطعا و دائما تعلق کرنا جائز ہے۔ اور تین دن سے زیادہ کی ممانعت ہے۔ یہ ممانعت ان لوگوں کیلئے ہے جو اپنے نفس یا دنیاوی وجہ کی بناء پر قطع

تعلق کرے جبکہ اہل بدعت سے دائمی قطع تعلق کرنا
چاہیئے۔

حدیث نمبر 4600 کی وضاحت:

صحابہ کرام کی عظمت و رفعت کا کمال یہ تھا کہ انکا
ہر عمل سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق
ہوتا جب حضور علیہ السلام کسی بات کا حکم
دیتے تو صحابہ کرام اپنے نسبی رشتوں کو حیثیت
نہ دیتے بلکہ حکم کی تکمیل میں لگ جاتے گویا
انکی دوستی، عداوت رضائے الہی اور رضائے
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تھی۔

تشریح:

حدیث مبارکہ میں حضرت کعب بن مالک اور
دو صحابہ سے کلام کرنے کا فرمایا لیکن توبہ
کا ذکر نہیں تب اللہ عزوجل نے یہ آیت مبارکہ
نازل فرمائی!

(1) بے شک اللہ عزوجل نے نبی کی توبہ قبول کی اور
ان مہاجرین و انصار کی جنہوں نے سختی
کے وقت نبی کا ساتھ دیا۔
اس کے بعد قریب تھا کہ ایک گروہ کے دل اپنی
جگہ سے ڈھل گئے تب اللہ عزوجل نے انکی توبہ
قبول فرمائی بے شک وہ ان پر نہایت مہربان
بے حد رحم فرمانے والا ہے

اللہ نے ان تینوں کی توبہ قبول فرمائی جنکا معاملہ مؤخر کر دیا گیا تھا حتی کہ جب زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہو گئی تھی انکو یہ یقین ہو گیا تھا کہ اللہ کے سوا انکی کوئی جائے پناہ نہیں پھر اللہ نے انکی توبہ قبول فرمائی۔

امام خطابی کا قول:

مسلمانوں کا آپس میں 3 دن سے زیادہ عناد و دشمنی کی وجہ سے ترک تعلق حرام ہے۔ بہر حال دین کا حق اس کے علاوہ ہے پس اہل اھواء اور بدعتی سے تمام عمر تمام زمانوں میں ترک تعلق کیا جائیگا جب تک انکی توبہ اور حق کی طرف رجوع کرنا ظاہر نہ ہو جائے۔

حدیث نمبر ۶۰۶۵ کے ترجمہ کی باب سے مطابقت:

ترجمۃ الباب کی مطابقت کی وجہ سے ابوذر کی حدیث کا صرف ایک ٹکڑا بیان کیا گیا ہے جس میں اہل اھواء سے مجانبۃ (بچنے) کا ثبوت ہے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ ان صحابہ میں سے کسی بھی صحابی پر اہل اھواء کا لقب ثابت نہیں آتا

توجیہ یہ ہے کہ جب ایک صاحب لغزش صحابی سے ترک سلام و کلام ہو سکتا ہے تو اہل اھواء جو کہ فاسق و فاجر ہیں ان سے بدرجہ اولی ہونا چاہیے۔

Date:
Day: M T W T F S S

اھل اھواء سے مراد :-

سورہ نساء، آیت نمبر 27 :-

اور اللہ عزوجل تم پر اپنی رحمت سے رجوع فرمانا چاہتا ہے اور جو اپنے خواہشوں کے پیچھے پڑے وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھی راہ سے الگ ہو جاؤ۔

اس کی تفسیر کے تحت مفتی احمد یار خان فرماتے ہیں :

اس آیت میں الذین سے مراد یہود ہیں جو ~~اسلامات پر~~ اسلامی احکامات پر اعتراضات کرتے تھے کیونکہ بہنوں بھتیجوں سے نکاح کرنا تورات کا حکم نہ تھا وہ لوگ خواہشات کی پیروی کرتے تھے۔

ایک قول کے مطابق :-

اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور انکی مثل اب بد مذہب اور بدعتی ہیں جو دین میں نئی نئی باتیں لاتے ہیں۔

Date: ____

Day: ____

باب ترک السلام علی اهل الاهواء

زعفران چونکہ رنگ و خوشبو دونوں کیلئے استعمال ہو سکتا ہے۔

خوشبو مرد کیلئے ہے جبکہ رنگ عورتوں کیلئے ہوتا ہے اس وجہ سے حضور علیہ السلام نے اسکو ناپسند فرمایا۔

حدیث نمبر 4602:

انہوں نے اس لئے کہا کہ حضرت صفیہ ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں اور انکی اولاد کو یہودی کہا جاتا تھا۔

باب النھی من الجدال فی القرآن

جدال سے مراد:

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ کی آیتوں میں صرف کفار جھگڑا کرتے ہیں جب مباحثہ سنجیدگی کی حدود سے تجاوز ہو کر جھگڑے میں داخل ہو جائے تو یہ جدال ہے اللہ عزوجل کی ذات اور اور قرآن میں جدال کرنا کفر ہے۔ قرآن کی آیات میں جدال یہ ہے کہ جیسے کفار نے کہا کہ قرآن میں مکھی اور مکڑی کا ذکر ہے اور یہ بہت چھوٹی اور حقیر چیزیں ہیں۔

انکا ذکر اللہ کی شان کے لائق نہیں اور انہوں نے کہا کہ قرآن میں شجر زقوم کا ذکر ہے۔

Date:
Day: M T W T F S S

اور وہ دوزخ کا درخت ہے۔ درخت لکڑی کا ہوتا ہے۔ اور لکڑی آگ میں کیسے رہ سکتی ہے۔
انہوں نے کہا قرآن میں سحر ہے تو اس طرح کا جدال کرنا کفر ہے۔

حدیث مبارکہ:۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا!
قرآن میں شک کرنا کفر ہے۔

حاشیہ:

المراء کے دو معانی ہیں۔
* شک کرنا
* جھگڑا کرنا

اگر پہلا معنی مراد ہو تو کفر اپنے حقیقی معنی میں ہوگا۔ اگر دوسرا معنی مراد لیا جائے تو احتمال ہے یا تو اس سے مراد اس کے معانی و مسائل میں جھگڑنا ہے۔ اور یہ الفاظ و قراءۃ میں تاویل اور معانی و تفسیر میں اختلاف ہے یہ کفر نہیں۔
معانی میں اختلاف وہی ہے جو اہلسنت اور دوسرے فرقوں کے درمیان ہے جیسے قدریہ وغیرہ اور قراءۃ میں اختلاف تو مشہور رہا ہے صحابہ کرام میں بھی تھا جیسا کہ حکیم بن ہشام اور حضرت عمر کے درمیان تھا۔

Date:
Day: M T W T F S S

یہ جنگ و جدال کفر تک پہنچا سکتا ہے لیکن اس جدال کو اختلاف پر محمول کرنا بھی درست نہ ہوگا۔ کیونکہ اختلاف فی الفروع تو صحابہ کرام اور علماء امت سے ثابت ہے

اشعۃ اللمعات:

میں ہے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ یہ فعل کفر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں:

مراء سے مراد خود شک میں پڑنا اور دوسروں کو شک میں مبتلا کرنا ہے

مفتی احمد یار خان فرماتے ہیں:

آیت مبارکہ میں ایسا جھگڑا جس سے لوگ شک میں مبتلا ہوں جائیں کفر کا ذریعہ ہے کیونکہ یہ لوگوں کو کفر میں مبتلا کرنے کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ شبہات کی تاویل میں جھگڑنا کفران نعمت ہے۔ یا پھر قرآنی آیات کے متبادل قراۃ میں جھگڑنا کہ یہ آیت قرآنی کلام الٰہی ہے یا نہیں یہ بھی کفر ہے یا پھر قرآن کو اپنی رائے کے مطابق بنانے میں جھگڑنا کہ ہر ایک اپنی رائے کے مطابق ترجمہ و تفسیر کرے کفر ہے۔

Date:
Day: M T W T F S S

بعض نے کہا!

المراء کا معنی شک کرنا ہے۔ بعض نے کہا اس کی
قراءت میں شک کرنا ہے نہ کہ اس کے معنی میں جیسے
کہ کوئی کہنے والا کہے یہ قرآن ہے اسے اللہ نے
نازل کیا۔ اور دوسرا کہے کہ اللہ نے نازل نہیں کیا
بس جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہو جائیگا۔
کیونکہ اللہ عزوجل نے 7 قراتوں پر نازل کیا ہے
اور تمام کی تمام کافی ہیں آقا علیہ السلام نے انہیں
اختلاف قراءۃ سے منع فرمایا ہے قرآن کی تمام
قراءتیں پڑھنا جائز ہے اور ایمان لانا واجب ہے

بہرحال :-

حدیث مبارکہ بالکل واضح ہے اور اس کا مفسرین
اور مجتہدین کے اجتہاد سے اس کا کوئی تعلق نہیں
کیونکہ وہ جھگڑا نہیں تحقیق ہے

قرآن میں جدال سے مراد :-

قرآن میں جدال سے مراد احکام اور تحلیل و
تحریم کے ابواب میں بحث کرنا نہیں ہے۔
کیونکہ صحابہ کرام احکام میں تنازعہ کرتے تھے۔
اور ایسا مناظرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں

جدال کا حکم :-

قرآن کریم میں جھگڑنا حرام ہے کفر کا نام اس لئے دیا
گیا ہے تاکہ کفر کرنے والوں پر اس کی شرافت ظاہر ہو جائے۔

Date:

Day:

باب فی لزوم السنۃ :-

ترجمۃ الباب سے احادیث مبارکہ کی کیفیت و اہمیت بیان کی جارہی ہے جس طرح قرآن پر عمل کرنا لازم ہے اسی طرح حدیث پر عمل کرنا بھی لازم ہے۔

حدیث نمبر 4604 :-

اس حدیث میں بھی سنت کی اہمیت معلوم ہوئی کہ فرمایا عنقریب ایسا زمانہ آئیگا کہ لوگ سنت کو چھوڑ دینگے۔

الا انی اوتیت الکتاب ومثلہ معہ،

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس میں دو احتمال ہیں

پہلا احتمال :-

وحی غیر متلو ہے جو آقا علیہ السلام کو عطا کی گئی اور یہ لزوم و عمل کے اعتبار سے وحی متلو کی طرح ہے۔

دوسرا احتمال :-

آقا علیہ السلام کو اجازت دی گئی کہ قرآن پاک میں جو چاہیں بیان فرمادیں اور جو واضح نہیں انکی وضاحت کر دیں۔ لہذا بغیر حدیث کے قرآن پاک کو سمجھنا بہت دشوار ہے۔

Date:
Day: M T W T F S S

الایوشک الرجل :-

علامہ خطابی اس کے تحت فرماتے ہیں ۔ جو سنت کی مخالفت کرے اس سے بچنا چاہیے۔ حدیث مبارکہ میں جس شخص کا بیان کیا گیا وہ خوارج اور روافض ہیں جو صرف قرآن کو مانتے ہیں۔ حدیث کو قرآن پر پیش کرنے کی کوئی حاجت نہیں ۔ بلکہ ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو قرآن میں موجود نہیں مگر مسلمانوں کیلئے حلال نہیں جیسے پالتو گدھا کھانا وغیرہ ۔ حدیث میں اس کی ممانعت ہے لہذا اس سلسلہ میں حدیث پر عمل کرنا لازمی ہے۔ قرآن پر حدیث کو پیش کرنے کے بارے میں جو حدیث ہے اس میں ہے کہ جب تمہارے پاس میری طرف سے کوئی حدیث آئے تو اسے قرآن پر پیش کرو اگر اس کے موافق پاؤ تو اسے لو۔

زکریا یحیی بن معین سے مروی ہے!
یہ حدیث باطل ہے جسے زنادقہ نے وضع کیا۔

فلہ ان یعقبھم بمثلہ قراہ :-

یعنی وہ اپنی مہمان نوازی کے عوض جو انہوں نے اس پر نہیں کی انکے مال سے لے لے یہ منسوخ ہے۔ اور یہ اس حالت میں لے سکتا ہے جب اسے بھوک کی وجہ سے جان چلے جانے کا اندیشہ ہو۔

Date:
Day:

حدیث نمبر 4606:

حضرت عمر بن عبد العزیز کے ایک مکتوب کا ذکر ہے جو قدریہ کے بارے میں تھا۔ ان سے دور رہنے کے بارے میں نصیحتیں فرمائی کیونکہ ان کے زمانے میں قدریہ کا زور تھا۔

حاشیہ نمبر 2:

قدر قاف کی فتحہ کیساتھ ہے شرح سنت میں ہے کہ تقدیر پہ ایمان لانا فرض ہے کہ بندہ اعتقاد رکھے کہ اللہ بندے کے اعمال خیر و شر کو پیدا فرمانے والا ہے۔ اسے لوح محفوظ میں لکھ لیا بندوں کے پیدا ہونے سے بھی پہلے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ کفر و معصیت سے راضی ہے یا جبر لکھ دیئے سے یہ ثابت ہو کہ اللہ اس سے راضی ہے ہرگز نہیں اور تقدیر اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ اور تقدیر کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اس میں غور و فکر کرنا جائز نہیں۔ اور عقل کے طریقے پر اس پر بحث کرنا جائز نہیں۔ جبکہ بندے پر یہ واجب ہے۔ کہ وہ یہ اعتقاد رکھے۔ کہ اللہ نے مخلوق کو دو فرقے کیے

★1۔ ایک جنت نعیم یعنی جنت کی نعمتوں کیلئے۔

★2۔ دوزخ کیلئے۔

Date:
Day: M T W T F S S

ایک روایت ہے!

ایک شخص نے علی بن ابی طالب سے سوال کیا
مجھے تقدیر کے بارے میں خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا
یہ ایک بڑا راستہ ہے اس پر نہ چلو اس نے پھر
سوال کیا تو آپ نے فرمایا یہ گہرا سمندر ہے اس
میں نہ ڈوبو اس نے پھر سوال کیا تو آپ نے
فرمایا! کہ اللہ عزوجل کے رازوں میں سے ایک راز
ہے جو تم پر پوشیدہ رکھا گیا ہے تم اسے تلاش نہ
کرو۔

تقدیر کی تعریف!

لغوی معنی:۔

اندازہ لگانا

اصطلاحی تعریف!

اس اندازے اور فیصلے کا نام تقدیر ہے جو رب
کی طرف سے اسکی مخلوق کے متعلق تحریر میں
آچکا۔

تقدیر کی اقسام:۔

تقدیر کی تین اقسام ہیں

1۔ مبرم 2۔ مشابہ مبرم 3۔ معلق

تقدیر مبرم:۔

میں تبدیلی ناممکن ہے کیونکہ یہ اٹل ہے

Date:
Day:

تقدیر مشابہ مبرم :-

تقدیر مشابہ مبرم خاص محبوبوں کی دعا سے بدل سکتی ہے۔

تقدیر معلق :-

وہ تقدیر جو عام دعاؤں اور نیک اعمال سے بدلتی رہتی ہے۔

حدیث نمبر 4607 :-

امام حسن بصری بہت بڑے خطیب تھے انکی زبان سے ایسے کلمات نکلے جو تقدیر کے انکار کا احتمال رکھتے تھے اور ان میں تاویلات بھی نکل سکتی تھیں لیکن ان سے بغض رکھنے والوں نے ظاہری معنی پر محمول کر کے آپ پر اعتراضات کیے۔

ان پر اعتراضات کرنے والے دو گروہ :-

پہلا گروہ :-

ایک قدریہ جو انکے قول سے اپنے مذہب کو ترجیح دیتے تھے۔

دوسرا گروہ :-

دوسرے ان سے بغض و عناد رکھنے والوں کا گروہ تھا۔ انکے کلام میں کچھ ایسے کلمات تھے جن سے بظاہر تقدیر کا انکار ہوتا تھا۔ لیکن انکی تاویل نکل سکتی تھی لیکن انہوں نے ظاہری معنی مراد لئے۔

Date:
Day: M T W T F S S

حدیث نمبر 4611:-

اس سے انکا عقیدہ پوری طرح واضح ہو گیا۔

امام حسن بصری سے روایت ہے!

مجھے آسمان سے زمین کی طرف گرایا جانا اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں یہ کہوں کہ معاملہ میرے ہاتھ میں ہے۔

حدیث نمبر 4613:-

اس سے بھی تقدیر کا اثبات ہوتا ہے نہ کہ انکار

حدیث نمبر 4621:-

لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا:-

اس حدیث میں حضور علیہ السلام کے علم غیب کا ذکر ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا!

لا الفین یہ کلمہ انکار حدیث کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ آپ علیہ السلام نے اپنے علم غیب سے جان لیا تھا کہ آخری زمانے میں ایسے فرقے پیدا ہونگے جو حدیث کا انکار کرینگے اس پر آپ نے یہ کلمہ ارشاد فرمایا۔

فرقہ اہل قرآن:-

فرقہ اہل قرآن کا مؤجد عبد اللہ چکڑالوی ہے جو چکڑال ضلع میانوالی کی پیداوار ہے۔ یہ بہرا اور لنگڑا تھا۔

آپ علیہ السلام نے متکئاً فرما کر اس کے لنگڑے
پن کی طرف اشارہ فرمایا۔
اسکا مطلب یہ ہے کہ اس فرقے کا موجد آرام
طلب ہوگا۔ گھر میں رہیگا علم دین کیلئے سفر
نہ کریگا صرف قرآن کا ترجمہ دیکھ کر کہیگا کہ ہم
کچھ نہیں جانتے جو اللہ کی کتاب میں باتیں ہیں
ہم صرف اس کی پیروی کرینگے۔ عبداللہ اور اس کی
ذریت کا یہی حال ہے اور حدیث میں جو لفظ
لا ندری ہے اس سے اس کی طرف اشارہ ہے
کہ وہ حدیث کو کچھ نہیں مانتی۔

ما وجدنا:-

آپ علیہ السلام کا یہ فرمان نفیس اشارہ ہے کہ قرآن
میں سب کچھ ہے تو صحیح مگر ملے گا اسے جس
کیلئے میں ظاہر کروں۔

حدیث نمبر 46:-

ضھور :-

اس کا رد کرنا واجب ہے۔

Date:
Day: M T W T F S S

حدیث نمبر 4623 :-

وعضوا علیھا بالنواجذ :-

یہ الفاظ کنایہ ہیں اور اس سے مراد حدیث وسنت کو مضبوطی سے پکڑنا اور اس پر عمل کی خوب کوشش کرنا۔

فان کل محدثۃ بدعۃ :-

یہاں پر بدعت سیئہ مراد ہے۔

تشریح :-

امام مالک نے فرمایا!

اہل عراق میں سے اکثر نے کہا کہ آقا علیہ السلام کی سنتوں پر عمل کرنا مستحب ہے اور اتباع مطلوب ہے سوائے ان سنتوں کے جن کے وجوب پر کوئی دلیل ہو۔

بعض اصحاب شوافع نے کہا!

ان سنتوں کے حکم پر توقف ہے سوائے انکے جنکے مستحب، مباح یا ممنوع ہونے پر کوئی دلیل ہو۔ جس نے آقا علیہ السلام کے سوا کسی کی اتباع کی اس نے نہ سنت کی اتباع کی نہ جماعت کی۔

بدعت کی تعریف :-

لغوی معنی :-

نیا کام

اصطلاحِ شرع میں تعریف!

ہر وہ نیا کام جو حضور علیہ السلام کے زمانے اقدس میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا ہو بدعت کہلاتا ہے۔

بدعت کی اقسام:-

بدعت کی دو قسمیں ہیں

۱۔ بدعت حسنہ ۲۔ بدعت سیئہ

بدعت حسنہ:-

ہر وہ نیا کام جو حضور علیہ السلام کے زمانے میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا ہو اور وہ کام شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو

مثلاً تراویح جماعت کیساتھ پڑھنا

بدعت سیئہ:-

ہر وہ نیا کام جو آقا علیہ السلام کے زمانے میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا ہو اور وہ کام شریعت مطہرہ کے خلاف ہو

مثلاً عربی کے علاوہ دوسری زبان میں جمعہ کا خطبہ پڑھنا۔

بدعت کی مزید اقسام ہیں:

بدعت واجبہ:
جیسے قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے صرف و نحو پڑھنا

بدعت مباحہ:
لذیذ کھانے اور مشروبات پینا وغیرہ

بدعت مکروہ:
مسجد کو دکھاوے کیلئے مزین کرنا

بدعت مستحبہ:
دینی مدارس بنانا وغیرہ

بدعت محرمہ:
قدریہ کے مذہب اور انکار رد کرنا واجب ہے۔

حاشیہ:
حسن بصری سے عرض کی گئی اے ابو سعید ہمیں خبر دیں کہ کیا آدم علیہ السلام کو زمین کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو میں نے عرض کی اگر وہ اس سے بچتے اور اس درخت کا پھل نہ کھاتے۔ فرمایا ان کے لئے ضروری ہو گیا تھا۔
حسن بصری سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا گیا تاکہ آپکا عقیدہ جانا جا سکے لوگ آپ پر قدریہ ہونے کی تہمت لگاتے تھے کیونکہ آپ کے بعض تلامذہ نے کلام کے مشتبہ ہونے کی وجہ سے ایسا کلام کیا تھا

جس کی وجہ سے لوگوں پر کلام مشتبہ ہو گیا تھا کو انہوں نے اس میں تاویل کی اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ آپ کا مذہب قدریہ کے اعتقاد پر تھا یہ مسئلہ ظنی تھا یقینی نہ تھا لیکن حسن بصری قدریہ نہیں تھے۔

باب فی الخلفاء:

خلافت کا لغوی معنی:

کسی شخص کو قائم مقام بنانا یا کسی کو جانشین بنانا
خلافت کا معنی امامت اور جانشین

خلافت کی اقسام:

خلافت کی چار قسمیں ہیں

1. اصل شخص غائب ہونے کی وجہ سے دوسرا اسکا قائم مقام بن جائے
2. اصل شخص کی موت کی وجہ سے دوسرا اسکا قائم مقام ہو جائے
3. اصل شخص کے عاجز ہونے کی وجہ سے اس کا قائم مقام ہو جائے
4. دوسرے شخص کو اپنی نیابت سے مشرف کرنے کیلئے اس کو اپنا قائم مقام بنانا۔

اللہ عزوجل نے اسی آخری وجہ سے اپنے پسندیدہ بندوں زمین پر خلیفہ بنایا حضور علیہ السلام نے بھی ایسے

Date:
Day: M T W T F S S

بعد جانشین کیلئے خلیفہ کا لفظ استعمال فرمایا۔

بعض علماء کے نزدیک :-

دین و دنیا کی ریاست کو خلافت کہتے ہیں لیکن یہ تعریف نبوت پر بھی صادق آتی ہے اس لئے اولیٰ یہ ہے کہ دین کے قائم کرنے اور اس کی حفاظت کرنے میں حضور علیہ السلام کے جانشین کو خلیفہ کہتے ہیں۔ اس حیثیت سے کہ امت مسلمہ پر اسکی اتباع واجب ہے۔

خلافت کی شرائط :-

خلافت کی 7 شرطیں ہیں

- عادل ہونا
- اعضاء سلامت ہوں
- حواس سلامت ہوں
- صاحب رائے ہو
- بہادر ہو
- قریش سے تعلق رکھتا ہو
- اسکو اس قدر علم ہو کہ پیش آنے والے مسائل کے حل کیلئے اجتہاد کر سکے۔

علامہ تفتازانی نے اور بھی شرطیں ذکر کی ہیں۔

- ★ شخص آزاد ہو
- ★ مرد ہو
- ★ عاقل ہو
- ★ بالغ ہو۔

جو شخص حضور علیہ السلام کا جانشین ہو کر تمام دنیا کے مسلمانوں کے دینی و دنیوی امور کا انتظام کرے تو تمام دنیا کے مسلمانوں اس کی اتباع کرنا واجب ہے۔

Date:
Day:

حدیث نمبر 4634:-

کراہیت کی وجہ حضرت علی و عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت میں اختلاف ہے۔

حدیث مبارکہ:-

حضرت سفینہ نے فرمایا کہ:

نبوت کے بعد خلافت 30 سال ہوگی اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔ حضرت سعید فرماتے ہیں کہ حضرت سفینہ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ شمار کرو کہ ابوبکر دو سال رہے حضرت عمر دس سال رہے اور حضرت عثمان دو 9 سال رہے اور حضرت علی 9 سال رہے۔ اسی طرح سعید فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ بنو مروان یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت علی کو خلافت نہیں ملی سفینہ نے انکو برا جانا بنو مروان سے مراد بنو زرقہ والے ہیں۔

خواب میں ڈول دیکھا جس سے پانی ابل رہا تھا

اس میں حضرت ابوبکر و عمر کی خلافت کی مثال ہے آقا علیہ السلام صاحب امر تھے۔ آپ نے اپنی مدت حیات میں قواعد اسلام کو مقرر کیا۔ اور اسلام کی بنیاد رکھی فروع و اصول کی وضاحت کی۔

پھر آپکے بعد ابوبکر خلیفہ ہوئے انہوں نے مرتدین کی جڑیں کاٹ دیں انکے بعد عمر خلیفہ ہوئے انہوں نے اسلام کو بہت وسعت دی

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے
متعلق فرمایا!
پانی نکالنے میں کچھ ضعف تھا!
اس سے مراد آپ کے مرتبے میں ضعف نہیں اور
جو حضرت عمر کو ترجیح فرمائی تو اس سے مراد
زمانہ خلافت کی زیادتی ہے کہ ابو بکر کی
نسبت حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ زیادہ تھا
لوگوں نے ان سے زیادہ فائدہ اٹھایا اور اسلامی
شہروں کو وسعت حاصل ہوئی
اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ حضرت عمر کے
دور خلافت میں حضرت ابو بکر کے زمانہ خلافت
سے زیادہ فتوحات ہوئیں لیکن ابو بکر مرتدین
کے ساتھ جنگ میں مشغول تھے اور ملک کے
داخلی معاملات میں مشغول تھے اس لئے
زیادہ فتوحات نہیں ہوئیں۔

روافض کا حکم:

جو حضرت علی کو خلفاء ثلاثہ پر فضیلت دے وہ بدعتی ہے اور جو حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

حدیث مبارکہ 4632:

اصبت بعضاً و اخطأت بعضاً

خطاء کے تعین میں مختلف آراء:

آپکی موجودگی میں تعبیر میں پیش قدمی کرنا خطاء ہے
بعض علماء نے فرمایا کہ بعض اجزاء کی تعبیر میں خطاء مراد ہے اور وہ خطا کیا ہے اس کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ!
انہوں نے دونوں کی تعبیر قرآن پاک سے کی حالانکہ ایک کی تعبیر قرآن سے اور دوسرے کی تعبیر حدیث سے لینی چاہیے تھی۔

بعض نے کہا!

حدیث کا بعض حصہ محتاج تشریح تھا لیکن آپ نے اسے یونہی چھوڑ دیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اسے ظاہر پر محمول کیا

فھو الحق الذی انت علیہ!

وہ رسی نبوت کی تھی جسے آپ علیہ السلام نے تھاما تھا جس کے ذریعے اللہ عزوجل نے آپکو بلندی کی عطا فرمائی اور دوسرا شخص کی رسی سے مراد نبوت کی رسی

Date:
Day: M T W T F S S

ہیں بلکہ خلافت کی رسی ہے۔

حضرت عثمان کی خلافت میں اسی کے ٹوٹ جانے

سے مراد فتنے برپا ہونے اور انکو شہید کرنا ہے۔

حدیث نمبر 4639 :-

الا دمشق :-

اس میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں

کے درمیان جو جنگیں ہوئی تھیں اس میں ایک

بادشاہ تھا اسکا نام تیمور تھا اس نے 40 روز

میں سب شہروں کو فتح کر لیا۔ اور دمشق کو

محصور کر لیا لیکن فتح نہ کر پایا۔

حدیث نمبر 4645 :-

یقال لھا الغوطہ :-

یہ دمشق کی ایک جگہ ہے جس میں مسلمانوں کے

خیمے نصب کئے گئے تھے۔

حدیث نمبر 4649 :-

اصل حدیث میں ابو عبادہ کا نام نہیں ہے تو

روایت میں اختلاف ہو رہے دو ~~تھ~~ مختلف جگہوں

کا واقع ہے جس میں آپ نے ابو عبیدہ کو شامل نہیں

کیا۔ وہ غار حرا کا واقع ہے اور جس میں شامل

کیا وہ جبل احد کا واقعہ ہے۔

Date:
Day:

حدیث نمبر ۵۷۶۷ :-

الاسقف :-

اسکا معنی ہے پادری۔ حضرت کعب الاحبار تورات کے بہت بڑے عالم تھے اس لئے حضرت عمر نے انکو بلا کر بھیجا۔

صدا کحدید :-

یہاں حضرت علی کے زمانے کے فتنوں کی طرف اشارہ ہے۔

باب فی التفضیل :-

اہلسنت کا اجماع ہے کہ سب سے افضل صحابی حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی ہیں۔ کوفہ کے بعض حضرات اہلسنت حضرت علی کو حضرت عثمان پر مقدم کرتے ہیں۔

اصح قول یہ ہے کہ :-

حضرت عثمان ہی مقدم ہیں۔

ابو منصور بغدادی فرماتے ہیں :-

تمام صحابہ میں افضل خلفاء اربعہ پھر عشرہ مبشرہ پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر اہل بیعت الرضوان پھر عقبہ اولی والے پھر عقبہ ثانی والے پھر اسی طرح سابقین و اولین کی فضیلت ہے۔

Date:
Day: M T W T F S S

سابقین و اولین وہ صحابہ ہیں جنہوں نے
دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔

عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ کہنے کی وجہ:

انکو خلیفہ کہنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی کا
دور خلافت ختم ہوا تو فتنے بہت زیادہ ہو گئے
تھے لیکن جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور خلافت آیا
تو وہ حضرت عمر کی خلافت کی طرح تھا اس میں نہایت
ہی اطمینان و سکون تھا ان کی خلافت حضرت عمر کی
خلافت کی یاد دلاتی تھی۔

باب فی فضل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یفشو فیھم السمن:

امام نووی فرماتے ہیں اس حدیث کے معنی میں
جمہور علماء کے دو اقوال ہیں۔

پہلا قول:

اس سے مراد کثرت لحم ہے یعنی وہ جائز و
ناجائز میں تمیز نہ کرینگے جہاں سے بھی آئے گا جیسا
بھی آئیگا کھالیں گے۔

دوسرا قول:

جہاں غرور و تکبر کو چھو لیتے ہے یعنی موٹاپے سے
تعبیر کیا گیا ہے

تیسرا قول:-

مومن سے مراد یہ ہے کہ وہ دنیا کا مال و متاع و کثرت سے جمع کرینگے حقیقی موٹاپا مراد نہیں ہے۔

تشریح:-

صحابہ کرام کا دور 120 ہجری تک ہے تابعین کا دور 170 ہجری تک ہے تبع تابعین کا دور 220 ہجری تک ہے اور یہی زمانہ خیر القرون ہے

قرن کی تعریف

ایک زمانے کے متقارب لوگوں کو قرن کہا جاتا ہے۔

باب فی النہی سب اصحاب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حدیث نمبر 4658:-

یہاں پر علماء کرام فرماتے ہیں کہ آقا علیہ الصلاۃ والسلام فرما تو صحابہ کرام سے رہے ہیں لیکن مقصود وہ لوگ ہیں جو بعد میں صحابہ کرام کی برا بھلا کہے گا۔

دوسرا قول:-

اس سے مراد بعض صحابہ کرام ہیں تمام نہیں۔

امام مالک کا قول:-

جس شخص نے کہا صحابہ کرام کفر پر تھے انکو امام مالک کے نزدیک قتل کیا جائیگا۔

امام سحنون کا قول:-

جس نے خلفاء اربعہ کو سب و شتم کیا اسکو قتل

یاد رہے اللہ علم اولیاء

کر دیا جائے اگر دیگر صحابہ کرام کو سب و شتم کرے تو عبرتناک سزا
دی جائے۔

امام قطابی کا قول:۔

جس نے صحابہ کرام کو گمراہ کہا اسکے کفر میں کوئی شک
نہیں کیونکہ اس نے ضروریات دین کا انکار کیا اور اللہ کی دی
ہوئی خبروں کی تکذیب کی لیکن اس میں اختلاف ہے
کہ مرتدین کی طرح اسکی توبہ طلب کی جائیگی یا زندیق کی
طرح نہیں کی جائیگی۔

علامہ نووی کا قول:۔

صحابہ کرام کو سب و شتم کرنا حرام اور بہت سخت محرمات
سے ہے۔

قاضی عیاض مالکی کا قول:۔

کسی صحابی کو بھی سب و شتم کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

جمہور کا قول:۔

صحابہ کو سب و شتم کرنے والے کو سزا دی جائیگی قتل نہیں
کیا جائے گا۔

حنابلہ کا قول:۔

خوارج کا مذہب یہ ہے کہ وہ بکثرت صحابہ کرام اور بعد
کے لوگوں کی تکفیر کرتے تھے اور انکے قتل اور مال لوٹنے کو حلال
جانتے ہیں انکا یہ اعتقاد ہے کہ صحابہ کو قتل کرنے سے اللہ پاک
کا قرب حاصل ہوتا ہے اسکے باوجود فقہاء حنابلہ نے انکی تکفیر
نہیں کی کیونکہ یہ لوگ ایسا کام تاویل کیسا تھ کرتے ہیں۔

روافض کا قول:-

روافض جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو سب وشتم کریں تو انکی تکفیر کی جائیگی اگر حضرت علی کو ان پر فضیلت دیں تو وہ بدعتی ہیں اگر وہ توبہ کریں تو قبول ہوگی۔

باب فی استخلاف ابی بکر رضی اللہ عنہ:-

یابی اللہ ذلک والمسلمون:-

اس حدیث میں حضرت ابوبکر کے سب سے افضل ہونے کی بڑی دلیل ہے حضرت عمر کے نماز پڑھانے پر نفی کرنے کا مقصد یہ نہ تھا کہ آپکی امامت کرانے سے نماز نہ ہوگی بلکہ حضرت ابوبکر پہلے خلیفہ مقرر ہوئے تھے اور سب سے افضل تھے۔ اس لئے انکے بارے میں فرمایا۔

اس حدیث میں ابوبکر کے خلیفہ ہونے پر واضح دلیل ہے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کیلئے پسند کیا۔ اسکو دنیا میں امامت کرانے کیلئے پسند کرلینا زیادہ لائق ہے۔ اور اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ خلافت کے معاملے میں مسلمانوں کا جھگڑا ہوگا۔ ابوبکر کے علاوہ مسلمان کسی کی خلافت پر متفق نہ ہونگے۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ابوبکر کو مقدم کیا۔ اس میں آپکے بعد ابوبکر کی خلافت کو پسند کر لینا

زیادہ لائق ہے

محمد بن مسلمہ کو بشارت دینے کی وجہ:

ایک یہودی مسلمانوں کو بہت زیادہ اذیت دیا کرتا تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے اس یہودی کو قتل کر کے مسلمانوں کو اسکے فتنہ سے بچایا اسی لئے پیارے آقا علیہ السلام نے انکو یہ بشارت دی کہ تمہیں کوئی فتنہ بھی نقصان نہ دیگا۔ جبکہ بھی وہ فتنہ سے بہت دور رہا کرتے تھے۔

باب مایدل علی ترک الکلام فی الفتنۃ:

حدیث مبارکہ:

حضور علیہ السلام نے حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائیگا۔

شرح:

بہت بڑا افتراق جو مسلمانوں کے درمیان پیدا ہو چکا تھا۔ آپ کی وساطت سے ختم ہو گیا جب حضرت امیر معاویہ اور حضرت حسن کے درمیان خلافت کا معاملہ ہوا تو حضرت حسن نے خلافت کو ترک کر دیا آپ نے کسی ذلت و قلت کی وجہ سے خلافت کو ترک نہ کیا تھا بلکہ اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کی تحقیق کی بناء پر ترک کر دیا۔

Date:
Day:

کیونکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا۔

کہ اللہ عزوجل مسلمانوں کی دو گروہوں میں ان کے ذریعے صلح کروائیگا۔ ان میں ایک گروہ حضرت معاویہ کا اور دوسرا حضرت علی کا تھا۔

حدیث مبارکہ:-

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

مسلمانوں سے ایک قوم نکلے گی دوسرا جو گروہ ان سے قتال کریگا وہ حق پر ہوگا۔

شرح:-

علامہ شہاب الدین عسقلانی فرماتے ہیں۔

جو لوگ ایام فتنہ میں قتل کو جائز نہیں کہتے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس حضرت علی کی حمایت میں قتال کو ترک کر دیا۔ مثلاً سعد بن ابی وقاص عبداللہ بن عمر انہوں نے کہا کہ جنگ سے احتراز کرنا واجب ہے حتی کہ اگر کوئی کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کرے تو اپنی مدافعت کرے۔

بعض علماء نے کہا۔

از خود کوئی فتنے میں داخل نہ ہو

جمہور صحابہ و تابعین کا نظریہ:-

حق کی مدد اور باغیوں سے جنگ کرنا واجب ہے۔

Date:
Day: M T W T F S S

یا رب اللہ عملا و علما

علامہ عنبری کہتے ہیں!

مسلمانوں کے اختلاف میں واجب ہوتا ہے کہ کسی کا ساتھ نہ دیا جائے۔ گھروں میں بیٹھے رہیں اپنی تلواروں کو توڑ دیں پھر کوئی حد قائم ہو سکتی ہے نہ باطل کو باطل کہا جا سکتا ہے۔ پھر فاسق لوگ یہ موقع مل جائیگا کہ ڈاکہ ڈالیں خون ریزی کریں مسلمانوں کی عورتوں کو قید کر کے باندیاں بنا لیں مسلمان ان سے اس لئے تعاون نہ کرے کہ فتنے کے ایام میں جنگ سے الگ رہنا چاہیے۔ حالانکہ یہ مذہب بدعت اور باطل ہے۔ دو گروہوں میں سے حضرت علی کا گروہ حق پر تھا۔

باب فی التخییر بین الانبیاء علیہم السلام

حدیث نمبر 4668:

علماء کرام کے پاس اس بارے میں اقوال پائے جاتے ہیں

پہلا قول:

اپنی خواہشات اور رائے کے مطابق انبیاء کرام کو فضیلت دینا اس طرح کہ بعض کی بعض سے تنقیص ہو جائے۔

دوسرا قول :-

یا پھر اس سے مراد یہ ہے کہ یہ فصل لڑائی جھگڑے ٹیک پہنچا جاتا ہے۔

تیسرا قول :-

اس سے مراد یہ ہے کہ نبوت و رسالت کے اعتبار سے تمام انبیائے کرام برابر ہیں۔

چوتھا قول :-

آپ علیہ السلام نے بطور تواضع فرمایا۔

حدیث نمبر 4666 :-

یہاں قیامت کے دن صور پھونکنے کا ذکر ہے تیسری بار صور پھونکنے کی حکمت یہ ہوگی کہ اللہ عزوجل تجلی فرمائیگا۔ اور جو لوگ اللہ عزوجل کا دیدار کی طاقت نہ رکھتے ہونگے اور وہ بے ہوش ہو جائیں گے۔ کچھ لوگ اس سے مستثنیٰ ہونگے۔

فاذا موسیٰ باطش :-

حضرت موسیٰ ان لوگوں میں سے تھے جنکو اللہ عزوجل نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا حدیث کے اس جملے میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے

صور پھونکا جائیگا تو آسمان زمین والے ہلاک ہو جائنگے سوائے انکے جن کو اللہ چاہے۔

بالمشت کی تحقیق :-

حضرت موسیٰ پوری قوت کے ساتھ عرش کو پکڑے ہونگے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت موسیٰ حضور علیہ السلام سے افضل ہیں۔

لاتخیرونی علی موسیٰ :-

یہودی کا ایسا کہنے میں احتمالات نکلتے ہیں کہ ہو سکتا ہے۔ کہ اس نے جزئی اعتبار سے کہا ہو تو جب احتمال نکل سکتے ہیں تو اس میں جھگڑا نہ کرو۔

سب سے پہلے قبر سے اٹھنے میں احادیث میں تعارض کا جواب :-

ان احادیث میں تعارض نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پیارے آقا کا جو ارشاد ہے کہ حضرت موسیٰ عرش کے کنارے کو پکڑے ہوئے ہونگے کہ ہو سکتا ہے آپکو علم نہ ہو کہ مطلقا آپ سب سے پہلے اٹھائے جائینگے۔ اور علم کی روایات میں جو ارشاد ہے وہ بعد کا واقعہ ہے۔

ماینبغی للعبد :-

اللہ عزوجل نے حضرت یونس کو اس طرح جو فضیلت دی کہ انکا ذکر قرآن میں فرمایا۔ آپ علیہ السلام نے انکی فضیلت اس لئے بیان فرمائی کہ لوگ آپکا مرتبہ کم نہ سمجھے۔

حدیث نمبر 4673:-

ذاک ابراہیم:

اسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم اپنے زمانے میں خیر البریہ تھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا استثناء کر کے یہ خیر البریہ تھے۔ انکی فضیلت جزوی ہے جبکہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام مطلقاً خیر البریہ ہیں۔

حدیث نمبر 4676:-

آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ اتبع ملعون ہے یا نہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ جن کی پیروی کرتے انکو اتبع کہا جاتا تھا اب زمانہ اسلام میں خلیفہ کہتے ہیں۔ اور اتبع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ایک ہزار سال پہلے اسلام لے آیا تھا اسکو اتبع الاکبر کہتے ہیں۔

جب یہ اپنی آخری عمر میں مدینہ آیا تو لوگوں نے اسکو بتایا کہ یہیں آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت فرمائینگے تو اس نے وہاں ایک گھر بنا دیا کہ وہ یہاں پر قیام کریں گے۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں ابوایوب انصاری کا گھر تھا۔ جہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد قیام فرمایا۔ اور آپ کا یہ فرمان کہ وہ لعین ہے یا نہیں یہ وحی نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے اور جب آپکو اللہ نے بتا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبع کو برا بھلا کہنے سے منع فرمادیا۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا!

تبع کو برا بھلا نہ کہو بے شک وہ مسلمان ہو چکے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

اللہ بہتر جانتا ہے کہ عزیز اللہ کے نبی ہیں اور کفارہ اور حدود لازم ہیں

عطاء بن رباح اور حسن بصری کا نظریہ

حضرت عزیر نبی نہیں ہیں۔

حدیث نمبر 7675:-

علماء کرام فرماتے ہیں!

ایک حدیث میں ہے کہ میں عیسیٰ بن مریم کے قریب ہوں دوسری روایت میں ہے کہ میں ابراھیم کے قریب ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرب:-

یہاں پر زمانہ کے اعتبار سے قرب مراد لیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان (۱۰۰) سو سال کا زمانہ تھا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کا قرب:-

حضرت ابراھیم کا قرب باعتبار شریعت ہے کہ ملت ابراھیمی اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ملتی جلتی ہیں۔

Date
Day:

اولاد علات :-

علماء کرام فرماتے ہیں :-

چونکہ انبیاء اصول دین میں اور توحید میں باپ کے ساتھ اور فروع دین میں ماں کے ساتھ
ماں کی وجہ سے انکی شریعت الگ ہیں۔ یہ حدیث
اللہ عزوجل کے اس قول کے منافی نہیں ہے

ان اولی الناس بابراھیم۔

یہاں قرب شریعت مراد ہے۔

نہایہ میں ہے

علاتی اولاد وہ ہے جنکی مائیں الگ الگ ہوں
اور باپ ایک ہو۔ یعنی سب کی شریعتیں مختلف
ہوں لیکن ایمان ایک ہو
اصول دین کو باپ سے تشبیہ دی جاتی ہے اور فروع
دین کو ماں سے تشبیہ دی جاتی ہے
انبیاء اصول دین کے اعتبار سے متشبہ ہیں
جبکہ فروع دین کے اعتبار سے مختلف تھے

حدیث نمبر

اعملوا ما شئتم :-

احتمال :- کیا اب انکو گناہوں اور ممنوعات کی
بھی اجازت دی گئی ہے

جواب :- اللہ عزوجل نے علم میں یہ بات
تھی کہ اب وہ مغفرت منافی کوئی کام نہ کرینگے۔

Date: ________

Day: M T W T F S S

اور اللہ عزوجل کا یہ فرمانا کیا یہ کمال رضا اور
اچھے حال سے ہے کہ انکا معاملہ نیک اور اچھا ہوگا۔
اللہ عزوجل ان سے دائمی طور پر راضی ہوگا
اسکا یہ مطلب نہیں کہ گناہوں کی اجازت مل
گئی جیسے اگر کسی کو کہا جائے کہ جو چاہو کرو تو اسکا
یہ مطلب نہیں کہ جو چاہو نقصان کرو بلکہ نفع
میں تصرف کی اجازت مراد ہوتی ہے۔

باب فی رد الارجاء

ارجاء کی تعریف:

ارجاء کے معنی امید لگانا

ارجاء وہ عقیدہ ہے جسکے ماننے والے کو مرجیئہ کہا جاتا ہے یعنی انکے نزدیک ایمان کے بعد گناہ کوئی نقصان نہیں دیتا اور ایمان کے بعد اعمال صالح کی کوئی ضرورت نہیں۔

ارجاء کی وجہ تسمیہ:

کیونکہ یہ اعمالوں کو پس پشت ڈالتے ہیں اسلئے انکو مرجیئہ کہا جاتا ہے۔

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کو ایمان میں دخل ہے اور بغیر اعمال صالحہ کے ایمان ناقص ہے حتی کہ بعض اعمال پر آیات میں ایمان کا اطلاق کیا گیا ہے۔ قرآن پاک میں ہے

ما کان اللہ لیضیع ایمانکم

اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ تمہارا ایمان ضائع فرمادے۔

اس آیت میں نماز پر ایمان کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز ادا فرمارہے تھے۔ کہ یہ آیت نازل ہوئیں

Date:
Day: M T W T F S S

مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ سے پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی جانے والی نماز ضائع نہ ہوگی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز ایمان کی بڑی علامت ہے اس سے مرجیئہ کا رد ہوتا ہے۔

انکے نزدیک اعمال کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں حالانکہ اعمال کا ایمان سے گہرا تعلق ہے۔

حدیث نمبر 4676 :-

حاشیہ :-

ایمان کے 70 سے زائد شعبے ہیں۔

امام قرطبی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

اصل میں ایمان کا صرف ایک شعبہ ہے باقی سب اسکی شاخیں ہیں اور حدیث میں شعبہ سے خصلت مراد لیا یعنی ایمان متعدد خصلتوں والا ہے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں :-

ایمان کے 70 شعبے ہیں

کسی نے کہا کہ 30 شعبے ہیں۔ کسی نے کہا 60 اور کسی نے کہا کہ 70 شعبے ہیں لیکن یہ اختلاف ایسا نہیں جس میں غور و فکر کیا جائے۔

اس حدیث کا مطلب (مقصد) یہ ہے کہ اعمال شریعت کو ایمان کا نام دیا گیا ہے اور یہ کسی تعداد پر منحصر ہوتے ہیں اور شارع نے انکی تعداد معین نہیں کی۔

لیکن بعض نے اسکی تعداد میں اختلاف کیا ہے۔ ہر
ایمان شریعت میں مفصل ہے۔ جس جس کا ہمیں حکم
دیا گیا اس کو کرنا ہے اور جس سے منع کیا ہے
اس سے باز رہنا

راستے سے کانٹا ہٹا دینا یہ ادنیٰ درجہ ہے۔

امام طیبی فرماتے ہیں :-

اس کے قرب کی منزل مراد ہے اور اس کی مقدار
قرب کے معانی میں ہے تکلیف دہ چیز کو راستے سے
دور کرنا یعنی وہ جس سے ایذا ہو جیسا کہ کانٹا وغیرہ

حیاء ایمان کا شعبہ ہے۔

امام خطابی فرماتے ہیں :-

حیاء اپنے ساتھی کو گناہوں سے کاٹ دیتی ہے اور
اسکو اس سے دور کر دیتی ہے اور یہ ایمان سے پیدا
ہوتا ہے اور ایمان ان کاموں کا مجموعہ ہے جنکا اللہ
نے حکم دیا اور انکو کریں اور جس سے منع کیا ہے اس سے
رک جائیں۔

اعتراض :-

حیاء ایمان سے کس طرح ہو سکتی ہے حالانکہ حیاء ایک
فطری چیز ہے جبکہ ایمان اکتسابی ہوتا ہے اس سے
حیاء پیدا نہیں ہوتی۔

جواب:- ایمان مومن کی اور اللہ عزوجل کی معرفت کو مستلزم ہے اور اسی طرح حیاء کو یہ مخالفت سے منع کرتی ہے اور اس سے محبت کے لیے اطاعت کے کاموں پر ابھارتی ہے پس یہ ایمان کی برکات کی وجہ سے مشترک ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حیاء ایمان کی جنس سے ہے

حدیث نمبر 4677:-

حاشیہ:-

آدمی اور کفر کے درمیان فرق کرنیوالی چیز نماز کا ترک ہے

اعتراض:-

شیخ عزالدین اعتراض کرتے ہیں نماز کو ترک کرنے کی وجہ سے کیسے کافر ہو جاتا ہے۔

جواب:-

اسکو کفر کی نشانی کی وجہ سے کافر سے تعبیر کیا ہے اور یہ گناہ ہے۔ یعنی نماز کو ترک کرنا کافروں کی نشانی ہے۔ اسلئے اسکو کفر سے تعبیر کیا جیسا کہ اطاعت کو ایمان کی نشانی کہتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے!

امام ابراھیم، امام نخعی احمد بن حنبل وغیرہ نے اس حدیث کو ظاہر پر محمول کیا ہے

Date:
Day:

یعنی وہ نماز کو چھوڑنے کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

امام احمد کا دوسرا قول:

نماز کو چھوڑنے سے کوئی کافر نہیں ہو گا۔

امام خطابی کا قول:

امام خطابی نے حدیث کے ظاہر سے اخذ کیا ہے کہ احمد بن حنبل اور امام اسحاق نے کہا کہ گناہ کے ارتکاب سے کوئی کافر نہ ہو گا، مگر نماز کو چھوڑنے سے کافر ہو جاتا ہے۔ بعض نے اسکی تاویل کی ہے کہ یہ حدیث زجر و توبیخ کیلئے آئی ہے۔

ایک گروہ نے کہا:

نماز دوسری عبادات کے مشابہ نہیں ہے نماز ملائکہ اور تمام مخلوق کا دین ہے اللہ عزوجل نے نماز کے بغیر کسی دین کو پیدا نہیں فرمایا۔ باقی عبادتوں کا حکم اس طرح نہیں ہے جیسا کہ زکوۃ، روزہ، حج ملائکہ پر لازم نہیں لیکن نماز ان پر لازم ہے جیسا کہ توحید ان پر لازم ہے۔ اور یہ اسلام کے قائم مقام ہے۔ جو مؤمن و کافر کے درمیان فرق کرتا ہے۔

حاشیہ: قد استکمل مومن:

امام طبری فرماتے ہیں
استکمل بامعنی اکمل ہے۔

امام طیبی نے کہا!

یہ لفظ کے اعتبار سے ہے

Date:
Day: M T W T F S S

بہر حال علماء کے نزدیک یہ کمال ایمان کیلئے آیا ہے
کیونکہ لفظ زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے
یہاں کامل ایمان مراد ہے۔

باب الدلیل علی الزیادۃ والنقصان

حاشیہ لا ترجعوا بعدی کفارا :

امام خطابی فرماتے ہیں :
اس میں دو وجہوں سے تاویل کی گئی ہے۔ کفار کے
معنی متکفرین بسلاحہ ہو یعنی جب ہتھیار پہنو
تو اسکے ذریعے تکفیر نہ کرو۔
یا پھر اس سے مراد میرے بعد مختلف فرقوں میں نہ
ہو جانا کہ بعض یا پھر اس بعض کی گردنوں کو مارو
کہ اسطرح کفر ہو تم صوبہ سے اور وہ بھی اسی کام کی طرف
لوٹ آئیں گے کہ تمہاری گردنیں ماریں گے۔
ابراھیم کہتے ہیں:
میں نے موسی سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں
نے کہا کافروں سے مراد اہل مرتدہ ہیں۔ جنہیں حضرت
ابو بکر نے قتل کیا کیونکہ وہ مرتد ہو گئے تھے۔

حدیث نمبر 4689 :

حاشیہ لا یزنی الزانی :

امام خطابی فرماتے ہیں۔
اسکی بھی دو وجہیں بیان کی گئی ہیں
یہ نہی کے معنی میں ہے یعنی مومن نہ زنا کرتا ہے نہ

یاد کر اللہ وعلما و عملا

Date:
Day:

چوری کرتا ہے۔ نہ شراب پیتا ہے یہ افعال مومن کے لائق نہیں۔ اور مومن کے اوصاف اسکے مشابہ نہیں۔
یہ کلام وعید کیلئے ہے اس سے زجر و توبیخ کرنا مراد ہے۔

حضرت ابو هریره فرماتے ہیں:

کہ ایمان اسکے اوپر بادل کی طرح ہوتا ہے اگر وہ توبہ کرے تو اسکی طرف لوٹ آتا ہے

امام بیہقی فرماتے ہیں!

اسکی مراد اللہ عزوجل جانتا ہے کہ زنا سے ایمان میں نقص ہوگا۔ اور وارد ہے کہ حیاء ایمان کا شعبہ ہے اور مومن زانی نہیں ہوتا اور وہ اللہ عزوجل سے حیاء کرتا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ عزوجل حاضر و ناظر ہے تو وہ اس فعل کا ارتکاب نہیں کرتا۔

ایک امام نے فرمایا!

یہ حدیث زجر و توبیخ اور وعید کی شدت کیلئے ہے یا اس بات پر خبردار کرنے کیلئے ہے کہ زنا کفار کی عادت و اعمال سے ہے تو زنا یعنی کفار کے اعمال اور ایمان کو جمع کرنا دو منافی چیزوں کو جمع کرنا ہے۔

ایمان اسکے اوپر بادل کی طرح ہوتا ہے:

اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگرچہ اس نے ایمان کے حکم کی مخالفت کی ہے لیکن وہ ایمان کے سایہ میں ہی ہے اس سے احکام زائل نہیں ہونگے لہٰذا اسکا

امر اٹھے گا۔

Date:

Day:

باب فی القدر

قدر کے لغوی معنی :۔

اندازہ لگانا

اصطلاحی تعریف :۔

اس اندازے اور فیصلہ کا نام ہے جو رب تعالیٰ کی طرف سے بندوں کیلئے تحریر میں آچکا۔

معتزلہ کو قدریہ کہنے کی وجہ :۔

معتزلہ ہی کو قدریہ کہتے ہیں اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ لوگ انسانوں کے گناہوں کو قضاء و قدر کے تحت نہیں سمجھتے بلکہ انسان کو انکا خالق مانتے ہیں

قدریہ کو اس امت کا مجوس کہنے کی وجہ :۔

مجوسی دو خدا اول کو مانتے ہیں ایک یزداں یعنی خیر کا خالق اور دوسرا اہرمن یعنی شر کا خالق لیکن قدریہ مجوسیوں سے دس قدم آگے ہیں کہ ہر انسان کو اسکے افعال کا خالق مانتے ہیں گویا انہوں نے شرک کیا انکا حشر انہی کے ساتھ ہوگا۔ قرآن میں انکی تردید کی گئی۔

اعتراض :۔

تقدیر کو ماننے سے یہ لازم آئیگا کہ کافر اپنے کفر اور فاسق اپنے فسق پر مجبور ہے تو انکو ایمان اور اطاعت کا ساتھ

مکلف کرنا صحیح نہیں ہے۔

جواب:-

اللہ عزوجل نے انکے ارادے کے اختیار سے انکے کفر اور فسق کا ارادہ کیا لہذا یہ جبر نہیں کیونکہ اللہ عزوجل کے علم ازلی میں تھا کہ یہ اپنے ارادے سے کفر و فسق کرے گا۔ اسلئے محال کو مکلف کرنا لازم نہیں آتا۔

معتزلہ کا عقیدہ:-

بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اہلسنت اسکا انکار کرتے ہیں۔

اہلسنت کا عقیدہ:-

انکے نزدیک انسان کے افعال کا خالق اللہ عزوجل ہے کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

معتزلہ کی دلیل:-

ہم از خود چلنے والے اور رعشہ والے کی حرکت میں فرق دیکھتے ہیں۔ پہلی حرکت اختیاری اور دوسری اضطراری ہے۔ نیز انسان کے افعال کا خالق اللہ عزوجل ہو تو انسان کو مکلف کرنا انکے اچھے کاموں پر مدح اور برے کاموں پر عذاب دینا باطل ہو گا۔

معتزلہ کا رد:-

یہ الزام جبریہ کی طرف متوجہ ہو گا جو انسان کے اختیار و کسب کی بالکل نفی کرتے ہیں انسان کے افعال

Date:
Day: M T W T F S S

اختیاری ہوتے ہیں نیک کام پر ثواب اور برے کاموں پر عذاب ہے۔

جبریہ کا قول :-

انسان کو بالکل اختیار نہیں ہوتا اس کی حرکات. جمادات کی طرح ہوتی ہیں اسکے علم پر بالکل قدرت نہیں ہوتی نہ اسکا کوئی اختیار ہوتا ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ ہم کسی چیز کو قوت کے ساتھ پکڑیں اور رعشہ کی حرکت میں بداہتاً فرق کرتے ہیں پہلی حرکت اضطراری نہیں اختیاری ہے بلکہ دوسری اضطراری ہے۔ اگر بندے کا بالکل کوئی فعل نہ ہوتا تو اسکو مکلف کرنا صحیح نہ ہوتا نہ اسکے افعال پر عذاب و ثواب کا استحقاق ہوتا۔

اہلسنت کا مذہب :-

تقدیر ثابت ہے تقدیر کا معنی یہ ہے کہ ازل میں اللہ نے اشیاء کو مقدر کیا۔ اللہ عزوجل نے جان لیا کہ یہ اشیاء ان اوقات میں اسطرح واقع ہونگیں جنکا اللہ کو علم ہے تو یہ اشیاء ان اوقات میں اللہ کے علم کے متعلق واقع ہوتی ہیں۔

قدریہ کا مذہب :-

انکا یہ گمان تھا کہ اللہ نے ان اشیاء کو پہلے مقدر نہ کیا اور نہ ہی اللہ کو پہلے سے انکا علم تھا ان اشیاء کے واقع ہونے کے بعد اللہ کو انکا علم ہوتا ہے۔

انکو قدریہ کہنے کی وجہ :-

انہیں قدریہ اسلئے کہتے ہیں کہ انہوں نے تقدیر کا انکار

کیا ہے۔ متکلمین نے کہا یہ فرقہ اب ختم ہو چکا ہے البتہ بعد میں قدریہ ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو تقدیر کے معتقد ہوتے ہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ خیر اللہ کی طرف سے ہے اور شر اسکے غیر کی جانب سے ہے۔ جبکہ اہل حق تمام امور کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، اور تقدیر و تمام افعال کو اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جبکہ قدریہ افعال کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں

مفسرین نے اس آیت سے تقدیر معلق اور مبرم کا استنباط کیا ہے۔

یمحو اللہ ما یشاء ,,,,,, ,,,,

اس سے مراد قضائے معلق اور کتاب سے مراد قضائے مبرم ہے۔

اعتراض :-

جو کچھ ہونا ہے اسکے متعلق قلم خشک ہو چکے ہیں پھر لوح محفوظ میں کسی چیز کے مٹانے اور اسکو ثابت کرنا کا کیا معاملہ ہے؟

جواب :-

اللہ عزوجل کے علم ازلی اور قضاء میں یہ پہلے سے تھا کہ کس چیز کو مٹانا ہے کس چیز کو رکھنا ہے اور کتاب سے مراد اللہ عزوجل کا علم ہے۔

حدیث نمبر 4692:-

گویا کہ مقتدیوں کے عقائد کفریہ ہیں ان سے وہ رشتہ نہ رکھا جائے جو ایک مسلمان سے رکھا جاتا ہے۔ حدیث میں انکو دجال کا ساتھی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ دجال بڑا دھوکے باز ہوگا اور قدریہ بھی دھوکے باز ہیں۔ قدریہ کی بدعت دور صحابہ کے آخر میں پیدا ہوئی تھی۔ جو لوگ موجود تھے۔ انہوں نے انکار کیا۔

حدیث نمبر 4693

ان اللہ تعالیٰ خلق آدم من قبضۃ:-

حضرت عزرائیل نے بحکم خداوندی سے ہر قسم کی زمین سے تھوڑی تھوڑی مٹی جمع کی اور اسکو ہر قسم کے پانی سے گوندا چونکہ یہ مٹی حضرت عزرائیل نے اٹھائی تھی۔ اسی لیے جان نکالنا بھی انہی کے سپرد ہے کہ زمین کی مٹی یعنی امانت کو اسکے سپرد کر دیں کیونکہ مٹیاں مختلف تھی۔ لہذا انسانوں کی سیرت و صورت دونوں مختلف ہوتی ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ انسانوں کے اجزاء اصلیہ حضرت آدم کے اندر موجود تھے۔ جیسا کہ تمام لوگوں کی روحیں آپکی پشت میں جمع تھیں۔ تمام انبیاء کے اجزاء اصلیہ نورانی تھے اور دوسروں کے سیاہ تھے۔

آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو نور اللہ اسلئے کہتے ہیں کہ آپکی روح مبارک اور جسم اقدس بھی نور ہے ورنہ تمام انبیاء کی فقط ارواح نورانی ہیں

Date:
Day:

وجاء منهم الابیض والاحمر :

یعنی مل جلے انسان وجود میں آئے تو جن میں کالے اور سرخ اجزاء غالب آئے وہ سرخ اور کالے تھے اور جن میں سفید اجزاء غالب آئے وہ سفید تھے ۔

والسھل والحزن والخبیث والطیب :

جس طرح انسانوں کی صورتیں مختلف مٹیوں کی وجہ سے مختلف ہیں اسی طرح انکی سیرت بھی مختلف ہے جس میں نرم مٹی کے اجزاء غالب ہیں وہ نرم ہیں اور جن میں سخت مٹی کے اجزاء غالب ہیں وہ سخت ہیں پاک مٹی والے طبیعت کے پاک و صاف ہیں خیال رہے جس طرح جسم کا اصلی رنگ نہیں بدلتا ایسے ایسے ہی انسانوں کی فطرت نہیں بدلتی ۔ ابوجہل کا کفر اصلی تھا جو ڈھل نہ سکا فاروق اعظم کا کفر عارضی تھا ایک نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھو کر چمک دیا ۔

حدیث نمبر 4696 :

دنیا میں ہمارے سارے عمل حالت اصلی کے حامل ہے جو کچھ لکھا ہو چکا ہے ہم اسے تقدیر کہتے ہیں ۔ لیکن اسکا معنی یہ نہیں کہ انسان بے اختیار مجبور ہو کر بیٹھ جائے کسب و عمل نہ کرے ۔

اگر ایسا ہو تو سب کچھ بیکار ہو مگر حقیقتاً ایسا نہیں تقدیر کا جو کچھ اندازہ ہے وہ مستقبل کی محض ایک حکایت ہے اور آئندہ واقعات کی پیش گوئی ہے

Date:

Day: M T W T F S S

انسان کی قوت عمل پر اسکا کوئی اثر نہیں اسکے عمل کی طاقت بحال ہے یہی قدر ہے جسکو عمل صالح کی توفیق دی گئی اور اسکا خاتمہ بالخیر ہوا وہ فائز ہے جسکو عمل صالح کی توفیق نہ ملی اور اسکا خاتمہ بالخیر نہ ہوا تو اس کو بات کی علامت ہے کہ وہ ناکام رہنے والوں میں سے ہے

نتیجہ یہ ہے کہ بندوں نے جو کچھ کرنا تھا اللہ عزوجل نے اسے اپنے علم سے دیکھ کر لوح محفوظ میں لکھ دیا اسکو تقدیر کہتے ہیں۔

حدیث نمبر 4696 :-

نیک اعمال کئے جاؤ اور خدا سے جنت مانگے جاؤ باقی سعادت جو ٹھکانہ ہے اس کیلئے وہ آسان ہو جاتا ہے آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے تقدیر کے اس مسئلے کو نہایت خوش اسلوبی سے ثابت کیا ہے کہ عقل انسانی اس سے ناقص ہے جو ترک عمل کا مشورہ دیتی ہے۔

اس بناء پر عمل ثواب کی امید پر کیا جاتا ہے تو اب اگر لکھا جا چکا ہے تو عمل کر رہیگا اگر نہیں تو چونکہ تقدیر غلط نہیں ہو سکتی کوئی طاقت ثواب کا سبب نہیں بن سکتی اسکا حل آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا!

بلاشک بظاہر ایسا ہی ہے مگر ترک عمل کوئی معنی نہیں رکھتا جو وہ کریگا تقدیر کے موافق ہوگا۔

جنتیوں کیلئے نیکی کے کام آسان ہونگے اور وہ اچھے عمل کرکے جنت کا راستہ طے کر لیں گے اور دوزخیوں کیلئے برے کام آسان ہونگے اور وہ برے اعمال کی وجہ سے دوزخ کی طرف بڑھتے چلے جائیں گے۔

حدیث نمبر 4697 :-

علقمہ مرجئی :-

یہاں ابوداؤد نے راوی علقمہ بن مرثد کے بارے میں فرمایا کہ وہ فرقہ مرجیئہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور انہوں نے اس حدیث کو اس لئے ذکر کیا کہ بخاری اور مسلم کا اس راوی پر اعتماد ہے۔

حدیث نمبر 4698 :-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو ناپسند فرماتے تھے شاید ضرورت کیلئے اس چیز کی اجازت عطا فرمادی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطاب وغیرہ کیلئے چبوترہ بنوانا بالکل جائز ہے۔

حدیث نمبر 4699 :-

اس میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب کی خدمت میں حاضر ہو کر ابن دیلمی عرض گزار ہوا کہ میرا دل میں تقدیر کے متعلق شبہ واقع ہو چکا ہے۔ اور آپکا یہ فرمانا

لعل اللہ تعالیٰ ان یذھب من القلبی

Date:

Day: M T W T F S S

انکو جب دل سے دور کرے ہر چیز لکھی جا چکی ہے تو ثابت ہو جائیگی تو شریعت کے احکام کس لئے ہیں اور سزا اور جزا کیوں ہے۔ انکے یہ شبہات شاید قدریوں کی صحبت میں بیٹھنے کی وجہ سے پیش آئے انہی شبہات کو دور کرنے کیلئے آپ ابی بن کعب کی بارگاہ میں حاضر ہونگے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کی صحبت میں جانا اور مسائل پوچھنا اپنے شک و شبہات دور کرنا سنت صحابہ ہے

لو ان اللہ عذب:۔

یعنی کیوں اور کیسے عذر نہ کرے بلکہ یہ گمان رکھے کہ رب تعالیٰ مالک ہے جو چاہے کرے جیسے ہم بکری ذبح کرتے ہیں تو بکری ذبح کرتا جاتی ظلم نہیں۔ تو رب تعالیٰ ہمیں بے قصور جہنم میں ڈال دے تو ظالم کیوں؟ **یاد رہے کہ:۔** یہ فرضی گفتگو ہے ورنہ انبیاء اور جن حضرات سے جنت کا وعدہ ہو چکا انکا اس میں (جہنم) میں ڈالا جانا اس طرح ناممکن ہے جس طرح رب کا شریک ناممکن ہے۔

یہاں صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ بالفرض محال اگر رب تعالیٰ ہمیں عذاب دے تو ظالم نہیں بلکہ ظالم وہ ہوتا ہے جو دوسروں کی مالکیت میں تصرف کرے۔

ولو رحمھم:۔

ربتعالیٰ اگر سارے دوزخی کافروں مرتدوں کو بخش دے تو یہ رحم ہے۔ یہ کلام فرضی ہے ورنہ ابلیس اور ابو جہل وغیرہ کا بخشا جانا ناممکن ہے۔

ولادت علی غیر ھذا:

اگر کوئی اسکے علاوہ غیر پر مرے۔ تقدیر کا انکار کفر ہے۔ کافر کی کوئی نیکی قبول نہیں جیسے بے وضو کی نماز قبول نہیں زمانہ صحابہ میں اس قسم کے مسائل پھیل گئے تھے جنکی تردید صحابہ نے کی۔

یعنی ہر مصیبت و راحت اللہ کی طرف سے ہے۔ چاہے حساب کچھ بھی ہو۔ یوں نہ کہا جائے کہ اسے بخار لگ گیا تو مر گیا ہماری زندگی اور موت رب تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

حاصل کلام:

دراصل یہ اللہ عزوجل کے ذمہ کچھ حق نہیں وہ خالق و مالک ہے۔ کسی کو بھی اس سے مطالبہ کرنے کا حق نہیں۔ اس حدیث میں قدریہ کا وہ پہلو لیا گیا ہے کہ جنکے باعث غیر مقلدین اللہ عزوجل کو معاذ اللہ ظالم قرار دیتے ہیں۔

اگر تقدیر حق ہے تو معاذ اللہ اللہ ظالم ہے۔

ظالم کا سوال وہاں ہوتا ہے جہاں کسی کا حق تلف ہو جب یہ حق تلفی نہیں تو رب تعالیٰ ظالم کیسے ہے۔ حضرت ابی بن کعب نے نہایت باریک بینی کے ساتھ تقدیر کی وضاحت فرمادی۔ اس حدیث سے بھی خارجیوں کا رد ہوتا ہے۔

سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا:

یہاں پر عرش الہٰی اور لوح محفوظ کی پیدا ئش کے بعد کا ذکر ہے۔ اور جس حدیث میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے وہ حقیقی ہے یہاں اولیت اضافی مراد ہے۔

Date:
Day: M T W T F S S

حدیث نمبر 4701:

حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کے درمیان یہ مناظرہ یا تو عالم ارواح میں ہوا یا انکو زندہ فرما کر ہوا

اخرجتنا من الجنۃ:

حضرت آدم کا زمین پر تشریف لے آنا عارضی طور پر تربیت دینے کیلئے تھا تاکہ زمین کو آباد کریں۔ ورنہ آپکی پیدائش زمین کی خلافت کیلئے تھی۔ اور حضرت موسیٰ کی یہ عرض گستاخی کیلئے نہ تھی کیونکہ انبیاء گستاخی سے معصوم ہیں

انت موسیٰ اصطفاک اللہ بکلامہ:

اے موسیٰ تو وہ ہے جسکو رب تعالیٰ نے اپنے کلام کے ذریعے چنا تو نے زمین پر اپنے رب سے بلاواسطہ کلام کیا۔ یہ حضرت موسیٰ کی خصوصیت ہے اس لئے آپکا لقب "کلیم اللہ" ہے

وخط لک بیدہ التوراۃ:-

یعنی تورات اللہ عزوجل نے اپنے دست قدرت سے لکھی اس میں تمام احکامات شرعیہ اور علوم غیبیہ کا بیان ہے۔

حاصل کلام:-

اس باب میں حضرت آدم کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب میرے لیے شجرہ ممنوعہ کا پھل کھانا علم الہی میں موجود تھا۔ اور اسے لوح محفوظ میں بھی لکھ دیا گیا تھا۔ تو علم الہی کے خلاف کس طرح ہو سکتا تھا

جہاں تک حضرت آدم کا حضرت موسٰی پر غالب آنے کا تعلق ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل کو معلوم تھا کہ حضرت آدم درخت کا پھل کھائیں گے۔ یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اسکا رد فرمائیں۔ اللہ عزوجل نے حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے یہ اعلان فرما دیا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں۔

انکو زمین کیلئے بنایا گیا تھا انکو زمین کی طرف منتقل کرنا تھا۔ پس شجر ممنوعہ کا پھل کھانے انکے جنت میں جانے اور زمین پر باعث خلیفہ اور نبی بنائے جانے کا سبب تھا۔ حضرت آدم کی دلیل کا وہ پہلو تھا جسکی وجہ سے وہ حضرت موسٰی پر غالب رہے۔

اعتراض:-

اگر کوئی شخص اس طرح کہے کہ اسطرح تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ حضرت آدم کو اس سے بالکل سرزنش نہ ہوتی۔

جواب

اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت موسٰی کیطرف سے سرزنش ساقط ہے کیونکہ کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ دوسرے کو اسکی اجتہادی خطاء پر عار دلائے۔

کیونکہ ایک حدیث کا خلاصہ ہے!

بندوں کے گناہوں کو مت دیکھو بلکہ بندے بن کر ...

Date:

Day:

کر دیکھو چنانچہ حضرت آدم کو رب تعالیٰ کی طرف سے سرزنش

وملامت ہے کیونکہ وہ امر و نہی کر چکا تھا۔ تو جب انہوں

نے نہی کی مخالفت کی۔ تو سرزنش کا حق رب کو پہنچتا ہے

حضرت موسیٰ کے قول میں بظاہر سرزنش معلوم ہوتی ہے

لیکن حضرت موسیٰ کا سوال شریعت کے طور پر تھا اور

حضرت آدم کا جواب حقیقت کے طور پر تھا اور حقیقت

غالب رہتی ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں۔

اللہ عزوجل نے جب حضرت آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا

پھیر ا تو ان سے پانی کے قطروں کی طرح ذریت نکالی۔

اور بعض نے کہا کہ یہ واقعہ حضرت آدم کے جنت میں

داخل ہونے سے پہلے میدان عرفات یا مکہ کا ہے۔

حدیث نمبر ٦٦٥ :-

تفسیر خزائن العرفان میں ہے کہ!

حضرت خضر نے جیسے بچے کے قتل کی یہ وجہ بیان کی

کہ اسکے والدین اپنے اس بچے کی محبت میں دین

سے پھر جائیں گے حضرت خضر کا یہ اندیشہ اس سبب

سے تھا کہ وہ علم غیب جانتے تھے جو اللہ نے انکو دیا تھا

مسلم شریف میں ہے وہ لڑکا کافر ہی پیدا ہوا تھا

جیسا کہ حضرت خضر نے فرمایا!

کہ میں نے یہ کام خود نہیں کیا بلکہ اللہ کے حکم سے کیا ہے

یہ حدیث بظاہر اس حدیث کے خلاف ہے جس میں
آپ نے فرمایا: ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔
لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آئندہ بڑا سرکش کافر
بننے والا تھا لیکن اگر یہ زندہ ہوتا تو یوں ہوتا۔ گویا
اس وقت اس میں کفر چھپا ہوا تھا۔ جو آگے جا کر ظاہر ہوتا۔
لہٰذا اسے بھی فطرت اسلام پر پیدا کیا گیا تھا۔ اس میں قبول
اسلام کی استعداد موجود تھی۔

امام بیہقی نے فرمایا!

حالت باطن جان کر بچے کو قتل کر دینا حضرت خضر
کے ساتھ خاص ہے۔ اگر آج کوئی ولی کسی بچے کے حال پر مطلع
ہو جائے تو اسکو قتل کرنا جائز نہیں۔
جب حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے کہا کہ آپ نے
ایک جان کو قتل کیا ہے۔ تو حضرت خضر پر یہ گراں گزرا
تو انہوں نے اس کا کندھا توڑ کر گوشت نکالا جس پر لکھا
تھا۔ یہ کافر ہے کبھی اللہ پر ایمان نہ لائے گا۔
یہ حدیث قدریہ کا رد ہے اسطرح کہ وہ اپنے اعمال کا
خالق خود کو مانتے ہیں۔ اس سے اہلسنت کا مذہب
ثابت ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۴۷۰۵:-

اس حدیث کی بناء پر صوفیائے کرام ۴۰ دن چلہ
کاٹتے ہیں۔

یبعث اللہ الیہ ملکا

اس سے معلوم ہوا کہ تقدیر کو لکھنے والا فرشتہ ایک ہی ہے۔ اور وہ ۴ باتیں لکھتا ہے جو کہ علوم خمسہ میں سے ہیں۔ جنہیں اللہ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔

اہلسنت کا عقیدہ یہ کہیں بھی یہ صراحت نہیں کہ اس نے کسی کو ان امور خمسہ کا علم عطا نہیں فرمایا بلکہ وہ جب فرشتوں کو انکا علم بتا سکتا ہے تو انبیاء ان سے بڑھ کر ہیں۔

علوم خمسہ:

1- بارش کب ہوگی　　2- قیامت کب ہوگی

3- ماں کے پیٹ میں کیا ہے　　4- بندہ کل کیا کریگا

5- کہاں مریگا

((باب ذراری المشرکین))

حدیث نمبر 4771:-

علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ!

ظاہری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے سوال کا جواب ارشاد نہ فرمایا اور معاملہ اللہ کے سپرد فرمادیا لیکن دراصل اسکا معنی بقول خطابی یہ ہے کہ مشرکین کی اولاد اپنے اباؤ اجداد کے ساتھ ملحق کر دی جائے گی کیونکہ رب تعالیٰ جانتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے تو کفار و مشرکین ہی رہتے

علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ

اس مسئلے میں بہت اختلاف ہے۔

بعض کے نزدیک:-

کفار و مشرکین کی اولاد بھی اپنے والدین کی طرح جہنمی

بعض کے نزدیک:-

اصل فطرت پر نظر رکھتے ہوئے اولاد مشرکین جنتی ہے۔

بعض کے نزدیک:-

اہل جنت کے خادم ہوں گے۔

بعض کے نزدیک:-

جنت و دوزخ کے درمیان اعراف میں ہوں گے

بعض کے نزدیک:-

ان میں سے جس کے متعلق اللہ کو علم ہے کہ وہ

بڑے ہو کر جنتی ہوں گے تو وہ جنتی اور جن کے متعلق
علم ہے کہ وہ جہنمی ہو جائیں گے تو وہ جہنمی ہوں گے

ایک قول یہ ہے کہ :-

اس مسئلے کے بارے میں توقف اولی ہے کوئی قطعی بات
نہ کی جائے گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انکے بارے میں کوئی
قطعی بات نہ فرمائی۔

بعض کے نزدیک :-

انکا معاملہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے

امام مالک کے اصحاب نے صراحت کی ہے کہ :-

مسلمانوں کے بچے جنت میں اور مشرکین کے بچے جہنم میں
جائیں گے۔

امام اعظم کے نزدیک :-

امام اعظم توقف کے قائل ہیں کیونکہ قطعی فیصلہ کسی
ایک کی طرف نہیں کیا جا سکتا اور حدیث کے الفاظ بھی اسی
خیال کی طرف تائید کرتے ہیں۔

پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ عزوجل ہی جانتا ہے کہ وہ آئندہ زندگی میں کیا کرتے
ہیں جب تمام معاملہ ہی اللہ کی مشیت میں ہے تو قطعی
فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

اکثر اہلسنت و جماعت :-

توقف اختیار کیا جائے گا۔

دلیل:۔

"اللہ اعلم بما کانوا عاملین"

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:۔

وہ اہل جنت میں سے ہوں گے۔

اور توقف کا حکم اس وقت تھا۔ جب انکے بارے میں فیصلہ نہ ہوا تھا

بعض کے نزدیک:۔

آخرت میں ان کا امتحان لیا جائے گا اور اس کے نتیجے کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

ابن قیم فرماتے ہیں کہ:۔

اس میں اتنی احادیث کو جمع کیا جا سکتا ہے جن میں ان کا جنتی ہونا آیا ہے اس سے مراد بعض کا جنتی ہونا ہے جو امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور جن احادیث میں جہنمی ہونا مذکور ہے۔ وہ امتحان میں ناکام ہوں گے۔

حدیث نمبر 4713:۔

طوبی لھذا لم یعمل شرا:۔

اس حدیث مبارکہ میں جس بچے کے متعلق قول وارد ہوا ہے وہ کفار و مشرکین نہ تھا بلکہ مسلمان انصاری کا تھا۔

امام احمد رضا خان علیہ رحمہ نے!

اس حدیث کا رد کیا ہے اور اس پر طعن کیا ہے کہ مسلمان

کی اولاد کے جنتی ہونے میں کوئی شک نہیں کر سکتا۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں

مگر جب لوگوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے تو ان کا کہنا ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار اس لیے کیا تھا کہ انہوں نے حتمی طور پر ایک بچہ پر جنتی ہونے کا حکم لگا دیا تھا یہ گواہی ایسی ہے کہ کوئی شخص معین کرکے حتمی طور پر جنتی ہونا کا حکم لگائے۔ بچہ والدین کے تابع ہوتا ہے۔

جب والدین کے بارے میں گواہی دینا غلط ہے تو اس طرح بچہ کے بارے میں بھی گواہی نہیں دی جا سکتی معین و مطلق میں فرق ہوتا ہے

اہل حق کا اس پر اجماع ہے کہ اجمالی طور پر یہ کہا جائے کہ مسلمانوں کی اولاد مسلمانوں کے ساتھ ہو گی۔

خلق الجنة وخلق بها اهلها:

یعنی جو جہاں کیلئے بنایا گیا ہے وہ وہیں پہنچے گا عمل کرے یا نہ کرے اسکے متعلق عرض یہ ہے کہ بغیر عمل کے جنت عطا کی جائے تو ایسی طریقے سے ملی جائیگی مگر اللہ نے فضل و کرم سے یہ بعید ہے کہ بغیر گناہ کسی کو جہنم میں داخل کرے

حدیث نمبر 4716:

کل مولود یولد علی الفطرۃ:

فطرت سے مراد قلب سلیم اور صلاحیت جبلی ہے

Date:
Day:

جو ہر بچہ اپنی ماں کے بطن سے لیکر پیدا ہوتا ہے اس میں اچھائی اور برائی کی استطاعت ہوتی ہے۔ اگر کبھی وہ شرک کی آلودگی سے پاک رہے اور کفر کے ماحول سے اسکا دامن پاک رہے تو اس میں ایمان کی قبولیت کی پوری صلاحیت ہوتی ہے اور وہ بچہ حد بلوغ تک پہنچ کر صراط مستقیم کی طرف چل پڑتا ہے۔ مگر بچے کو بد قسمتی سے یہودی، نصرانی یا مجوسی والدین مل جائیں تو وہ اپنے اثرات سے اسکی سادہ کو بدل دیتے ہیں

اس بات کی طرف یہ حدیث دلیل کرتی ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اور فطرت پر پیدا ہونے والے کو خدا اعنان بغیر کسی وجہ کے عذاب دے یہ اسکی طرف بعید ہے۔

بہرحال زیادہ قیل وقال سے زبان کو روک کر رکھنا چاہیے اور معاملہ خدا کے سپرد کر دیا جائے۔

حدیث نمبر 4716:-

الوالدة والمودة

اسکا مطلب یہ ہے کہ مالدار کفار اپنی بچیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے ماں اور بچی دونوں جہنمی ہیں یہاں ماں کفر حقیقی کی وجہ سے اور بچی کفر حکمی کی وجہ سے

ایک احتمال یہ بھی ہے کہ موؤدہ سے مراد

Date:

Day: M T W T F S S

دفن کی جانے والی بچیاں لی جائیں تو یہ انکی دلیل ہوگی
جو اطفال مشرکین کو جہنمی کہتے ہیں۔
اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ موؤدہ سے مراد
لڑکی کی ماں جس نے لڑکی گاڑی تھی اور الموؤدۃ
سے دادیاں مراد ہیں۔ یہ دلیل ان لوگوں کی
ہے جو اطفال مشرکین کے جنتی یا کم از کم اعراف
میں ہونے کے قائل ہیں

قال ان ابی و اباک فی النار

تو یہاں ابی سے مراد ابو طالب ہیں یعنی اس میں
ابی کا اطلاق چچا پر کیا گیا ہے یعنی اسکو چچا پر
محمول کیا جائیگا کیونکہ باپ کے اسم کا اطلاق
چچا پر بھی ہوتا ہے تو اس سے مراد ابو طالب
ہیں جنہوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش
کی تھی تو وہ یہاں باپ کے نام سے مستحق ہیں
پرورش کرنے کی جہت سے

باب في رؤیة

اللہ عزوجل کی رویت دنیا میں ممکن ہے یا نہیں بعض نے اسکا انکار کیا ہے جمہور علماء کا یہ موقف ہے کہ دنیا اور آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار ممکن ہے۔

دنیا میں رویت صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معراج کی شب واقع ہوئی اور آخرت میں تمام انبیاء کرام اور مومنین کیلئے یہ رؤیت میدان حشر اور جنت میں واقع ہوگی۔

علماء مالکیہ کا قول:-

متقدمین علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب عزوجل کو دیکھا یا نہیں

صرف حضرت عائشہ اسکا انکار کرتی ہیں حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے فرمایا!

تمہاری اس بات سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور انہوں نے یہ آیت لا تدرکہ الابصار پڑھی۔

امام مالک نے کہا ہے کہ۔ کہ مومن دنیا میں اللہ عزوجل کو اس لیے نہیں دیکھ سکتا۔ کہ مومن

Date:
Day: M T W T F S S

فانی ہے۔ تو فانی باقی کو نہیں دیکھ سکتا۔ آخرت میں اسکو بقا دی جائے گی تو وہ اپنی بقا کی آنکھوں سے بقا کا جلوہ دیکھیں گے۔

علماء شوافعیہ کا قول

علامہ جلال الدین سیوطی کا قول علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رب عزوجل کو سر کی آنکھوں سے دیکھا

جیسا کہ ابن عباس کی روایت میں ہے۔

کہ اس چیز کا ثبوت حضور کی سماع کے بغیر ممکن نہیں محشر اور جنت میں آنکھوں سے دیکھیں گے۔

خوارج و معتزلہ اس کے منکر ہیں یہ حدیث ان کی سخت تردید کرتی ہے خیال رہے کہ دیدار بغیر کسی جہت کا ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ جہت و سمت سے پاک ہے

الحدیث ۶:

ابو درین عقیل فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ

کو خلوت میں دیکھیں گے جواب دیا جی ہاں

شرح:

ظاہر یہ ہے کہ قیامت کے دن سے مراد فیصلہ کا دن ہے

Date:

Day:

اس دن مسلمان اپنے رب کو بیک وقت دیکھیں گے مگر ہر ایک کو اپنے رب سے خلوت بھی ہوگی۔ ہوسکتا ہے کہ یوم قیامت سے جنت مراد ہو جسکا فیصلہ قیامت میں ہوگا۔
سوال کا مقصد یہ ہے کہ خلوت و جلوت ضدیں ہیں آپس میں بیک وقت کیسے جمع ہونگیں سبحان اللہ نہایت ہی قوی سوال ہے ایک مثال میں مسئلے کو حل کر دیا گیا ہے کہ چاند کو تمام دنیا اپنے اپنے گھر میں اکیلے بیٹھ کر دیکھے تو وہ خلوت ہے اور چاند کی طرف سے جلوت و خلوت دونوں جمع ہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ خالق کی صفات کو مخلوق کی صفات سے سمجھانا جائز ہے۔

باب فی القرآن

اس باب کی غرض یہ ہے کہ قرآن اللہ پاک کا کلام ہے جسکا متکلم خود اللہ پاک ہے لہذا وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جسطرح کہ ہر کلام اپنے متکلم کی صفت ہوتا ہے اور جب یہ بات ہے کہ قرآن اللہ پاک کا کلام ہے اور صفت ہے تو وہ قدیم ہے۔ کیونکہ اللہ اپنی ذات و صفات سے قدیم ہے۔

Date:
Day: M T W T F S S

معتزلہ کا قول:

ان کے نزدیک قرآن حادث ہے کیونکہ وہ مرکب من الحروف ہے اور المرکب من الشیخ ہے اور ہر مرکب حادث ہے تو قرآن بھی حادث ہوا اور اللہ پاک کا کلام اس کی ذات و صفات ہے اور اللہ تعالی ہمیشہ سے متکلم ہے جو اللہ نے اپنے کلام کی صفات یہاں بیان فرمائی ہیں کہ وہ کلمات ہیں اور وہ چیز ہے کہ اس کے اجزاء اور ٹکڑے نہیں ہے اور یہ منکر ہے اس لیے کہ اللہ عزوجل کے کلام کی مختلف تعبیرات ہیں اور اس کا کلام ازلی بھی ہے اور سریانی بھی اور ان تمام زبانوں میں ہے جو اللہ نے اپنی نبی پر نازل کی اللہ کا کلام قدیم ہے۔ مخلوق کے متشابہ نہیں۔ حدیث کے کلمات مخلوق ہوتے تو ختم ہو جاتے جیسا کہ سمندر اور درخت ختم ہو جائیں گے۔ جس طرح اللہ کی صفات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اسی طرح اس کے کلام پر بھی احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

امام بخاری اور امام مسلم فرماتے ہیں:
کہ اللہ عزوجل کا کلام قدیم اور غیر مخلوق ہے

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:
کہ حضرت عبیدہ کی حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے اللہ نے قلم کو پیدا کیا اور فرمایا کہ لکھو تو قلم نے اللہ کے کلام سے لکھا۔

باب فی خلق الجنۃ و النار

یہ باب باندھنے کی غرض یہ ہے کہ جنت و دوزخ پیدا ہو چکیں ہیں۔

ایسا نہیں ہے جیسا معتزلہ کہتے ہیں کہ جنت و دوزخ ابھی پیدا نہیں کی گئی بروز حشر پیدا کی جائینگی۔

معتزلہ کا قول:۔

جس وقت تو آسمان میں بہت سی جنتیں ہیں جن میں فرشتے اور وہ انبیاء جو زندہ ہیں وہ رہتے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ اور ادریس علیہما السلام لیکن مگر وہ جنت جو اللہ نے سزا اور جزاء کیلئے بنائی جس میں دوام و خلود ہوگا وہ ابھی نہیں بنائی گئی وہ اس وقت بنائی جائے گی جب انکی ضرورت ہوگی۔

دلیل:۔

اگر وہ جنت اس وقت موجود ہو تو قرآن کی اس آیت میں تعارض ہوگا جس میں فرمایا کہ

"اس کا پھل اور سایہ دائمی ہے"

اسکا معنی ہے جنت فنا نہیں ہوگی جبکہ دوسری آیت میں ہے کہ "اسکی ذات کے علاوہ ہر چیز فنا ہوگی"

اس سے ثابت ہوا جنت بھی باقی چیزوں کی طرح فنا ہو جائیگی۔

معتزلہ کی دلیل کے جوابات:

ہر چیز کے عموم سے جنت مستثنیٰ ہے جنت کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہو جائیگی

جنت کے پھل دائمی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مشخص پھل دائمی ہے کیونکہ جنتی جب ایک پھل توڑ کر کھائے گا تو وہ مشخص پھل باقی نہ رہے گا۔ اسکی جگہ دوسرا لگ جائے گا۔

ہلاکت اور فنا میں فرق ہے کسی چیز کی افادیت باقی نہ رہے۔ تو کہا جاتا ہے وہ ہلاک ہو گئی۔ ہلاکت کا یہ معنی نہیں کہ وہ فنا ہو گئی۔

جنت کا معنی!

جنت جن سے بنا ہے اس کا اصل معنی ہے کہ کسی چیز کو حواس سے چھپا لینا۔

اصطلاح میں جنت اس باغ کو کہتے ہیں جس میں بہت زیادہ گھنے درخت ہونے کی وجہ سے زمین چھپ گئی ہو۔

جنت وہ مقام ہے جسے اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں کیلئے تیار کر رکھا ہے۔

وجہ تسمیہ:

جنت کو جنت اس لیے کہا جاتا ہے کہ نعمتیں ہم سے چھپی ہوئی ہیں۔

قرآن کریم میں ہے کہ کسی کو معلوم نہیں کہ اسکی ٹھنڈک کیلئے کیا چیز پوشیدہ رکھی گئی ہے

جنت کے طبقات

جنت الفردوس — جنت النعیم

جنت العدن — جنت الماوی

دار السلام — دار الخلد

علیین

جنت آسمان میں ہے اور دوزخ زمین میں ہے قیامت کے دن جب زمین کو پھیلا دیا جائیگا تو اسکی گولائی کو ختم کر کے اسے پھیلایا جائے گا۔ یہ واضح ہے جنت کا آسمان میں ہونا ان امور میں سے ہے جن پر علماء اہلسنت کا متفق عقیدہ ہے اور دوزخ کے زمین کے نیچے ہونے میں توقف ہے

جہنم کے طبقات

جہنم — لظیٰ — حطمہ

سعیر — اسقر — ہاویہ

جحیم